بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd. No. [illegible]

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر قادیان

جلد ۱۹ شمارہ ۲

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۶ صلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق یکم صلح کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور کی حرم محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ربوہ ۳۱ فتح (دسمبر)۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت دل کی کمزوری کی وجہ سے مسلسل ناساز چلی آرہی ہے اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

قادیان ۶ صلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۶ صلح۔ آج صبح ساڑھے نو بجے گورنر جنرل گیمبیا کے رشتہ میں بھائی اور جماعت احمدیہ گیمبیا کے جنرل سیکرٹری مکرم تیجان ابوبکر فون صاحب بغرضِ زیارت قادیان تشریف لائے۔ (مفصل صفحہ ۱۲ پر)

۲۹ شوال ۱۳۸۹ھ ۸ صلح ۱۳۴۹ ہش ۸ جنوری ۱۹۷۰ء

قادیان میں جماعت احمدیہ کے اٹھترویں سالانہ اجتماع پر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور برقی پیغام

بنام حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان

اس مبارک و مسعود موقعہ پر میرا دل آپ کے لئے نیک اور گہرے محبت کے جذبات سے معمور ہے۔ میری طرف سے تمام میزبانوں اور مہمانوں کو محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب لوگوں کو اپنی اہم ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہی آپ سب کی طاقت اور سہارا ہو۔ تا آپ اسلام اور احمدیت کی شان و وقار کو بلند اور قائم رکھنے والے ہوں۔ اور وہی آپ سب کا ملجا و ماویٰ اور جائے پناہ ہو۔ اور وہ آپ لوگوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا زندہ نمونہ بنائے۔ یاد رکھو تمہاری فلاح و بہبود کا میرے دل میں اور روئے زمین پر بسنے والے تمہارے تمام بھائیوں کے دلوں میں ہر دم خیال رہتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے اور اس جلسہ کو مبارک کرے۔

مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸ ر صلح ۱۳۴۹ ہش

مَیں دُنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہُوں!

مذہب کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ تجزیہ بڑا ہی پُر لطف ہے کہ مذہب کے دو ہی بڑے حصّے ہیں۔ اوّل اطاعت لامر اللہ۔ اور دوم شفقۃ علیٰ خلق اللہ۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں خدا تعالیٰ کے مامُور انبیاء ہوں یا اُن کے نائبین خلفاء و اتقیاء۔ یہ زمرہ مذہب کے بارے میں اس طور کا اعلیٰ نمونہ رکھتا ہے۔ سب کی مقدس زندگیاں ایسے ہی مرکزی نقاط کے گرد گھومتی نظر آتی ہیں۔

سید الانبیاء فخر موجُودات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ میں تو ایسے بے شمار واقعات کتبِ سیر میں ملتے ہیں اور قرآن مجید اس کی تفصیلات پر سیر حاصل روشنی ڈالتا ہے۔ احکامِ الٰہی کی بجا آوری سے لے کر خدا تعالیٰ کی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق کے ساتھ بہتر سلوک کرنے تک سب میں آپؐ کی ذات اقدس اعلیٰ اور ارفع مقام رکھتی ہے۔ بطور مثال آپؐ نبوت کے چوتھے سال کے اس ابتدائی واقعہ کو مستحضر فرمائیں جبکہ نبوت کے پہلے تین سالوں میں تبلیغ حق کا فریضہ بامرِ الٰہی خُفیہ خفیہ ہی ادا کیا جا رہا تھا۔ کہ چوتھے سال کے ابتداء میں حکمِ الٰہی نازل ہُوا ——— فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ——— یعنی اے رسول جو تجھے حکم دیا گیا ہے اُسے کھول کھول کر لوگوں کو سُنا دے۔ اور اس کے قریب ہی یہ آیت اُتری ——— اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہوشیار اور متنبّہ کر!! کتبِ سیر بتاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعمیل میں کوہ صفا پر چڑھ گئے اور قریش کے ہر ایک قبیلے کا نام لیکر انہیں اپنے گرد جمع کیا جب یہ سب لوگ جمع ہو گئے تو حضورؐ نے فرمایا :-

"اے قریش! اگر میں تم کو یہ خبر دُوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک جرّار لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات مانو گے؟"

حضور کی یہ بات سُن کر سب نے یک زبان ہو کر کہا۔ "ہاں ہم ضرور مانیں گے۔ اسلئے کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے پایا ہے۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا :-

تو سنو! مَیں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے عذاب کا لشکر تمہارے قریب پہنچ چکا ہے۔ خدا پر ایمان لاؤ تا تم اس عذاب سے بچ جاؤ"

غور فرمائیے کس قدر شفقت سے پُر ہے سیرتِ مقدسہ کا یہ واقعہ؟ اگرچہ بے نصیبوں کی طرف سے وقت کی اس اہم آواز پر جو فوری ردّ عمل کا مظاہرہ ہُوا وہ اُن کی نادانی اور عدمِ بصیرت کا آئینہ دار ہے کہ حاضر قریش نے حضورؐ کے یہ انتباہی الفاظ سُن کر ہنسی مذاق میں ٹال دیا۔ بلکہ ابو لہب جیسوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا۔ تیرا ناس ہو کیا اسی غرض سے تُو نے ہمیں جمع کیا تھا؟ (نعوذ باللہ من ہذا)

لیکن بعد کے واقعات نے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح کر دی کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کے اس محبوب بندے نے کہا تھا وہ حرف بحرف پورا ہُوا۔ اور خوشی کی بات ہے کہ قریش ہی میں خوش نصیبوں کی ایک معقول تعداد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجانے اور حلقہ بگوشِ اسلام ہو جانے کے نتیجہ میں آنے والی تباہی سے امن اور سلامتی کی نعمت حاصل کر سکی۔ لیکن جن لوگوں نے خدا کے اس نذیر اور ہوشیار کرنے والے کی آواز پر کان نہ دھرا وہ آنے والی تباہی سے کسی صورت میں نہ بچ سکے۔

چونکہ ہمارا یہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بعثتِ ثانیہ کا زمانہ ہے جبکہ مہدئ معہُود اور مسیح موعود کے ذریعہ آپؐ کی یہ بعثت عمل میں آئی۔ اور آپؐ ہی کے ظلِّ کامل اور رُوحانی فرزندِ جلیل کے ذریعہ اسما نوع کا بر وقت انذار ساری دُنیا کو دیا گیا۔ اور لوگوں کو آنیوالی ایک زبردست تباہی سے بہت عرصہ پہلے متنبّہ کر دیا گیا۔ اس لئے منجملہ اور بہت سے اُمور میں حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی نیابت میں ایک دُنیا کو کھلے رنگ کے انذار کرنے کا کام بھی مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے نائبین اور خلفاء کے ذریعہ سے محض شفقت علیٰ خلق اللہ کے سلسلہ ہی میں ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا یہ اہم انذار ۱۹۰۸ء میں حضورؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی میں ریکارڈ ہو چکا ہے اور جماعت کے لٹریچر میں بارہا اس کا اعادہ کیا جا چکا ہے۔ لیکن جس مؤثر رنگ میں ۱۹۶۷ء میں جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام عالی مقام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے سفرِ یورپ میں ایک خاص مہم کے طور پر اہلِ یورپ کے سامنے پیش کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور یہ عظیم شفقت اور غیر معمولی ہمدردی کا ایک حصّہ ہے جو خدا کے خاص بندوں کے دلوں میں اس کی مخلوق کے لئے نمایاں طور پر پائی جاتی ہے۔ چنانچہ یورپ کے اس سفر میں مختلف مواقع پر حضور نے جو خطاب اہلِ یورپ سے فرمائے اُن میں حضور نے اس امر کو واضح کیا کہ

مقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک تیسری عالمگیر جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کُن ہو گی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دُوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہو گی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آ رہے گا دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست، ہر دو تباہ ہو جائیں گے۔ انسانی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔

حضور نے واضح فرمایا کہ

"اگر دُنیا نے سچّے خدا کی طرف توجہ نہ کی تو ایک ایسی ہلاکت سامنے کھڑی ہے جو قیامت کا ایک نمونہ ہو گی۔ جب وہ واقع ہو جائے گی تو دُنیا کے علاقوں کے علاقے ایسے ہوں گے جہاں سے زندگی ختم ہو جائے گی۔ انسان بھی ختم ہو جائیں گے۔ اور درندے بھی ختم ہو جائیں گے۔ پرندے بھی ختم ہو جائیں گے۔ ان کے علاوہ دوسرے جانور بھی ختم ہو جائیں گے۔ اِن علاقوں سے ہر قسم کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ ۱۹۰۸ء سے پہلے کی یہ پیشگوئیاں ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں دُنیا کا کوئی سائنس دان خواہ اس کا تعلق جرمنی سے تھا یا انگلستان سے یا روس یا امریکہ سے یا کسی اور قوم سے تھا، یہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اور اس کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ آیٹم کے اندر کوئی ایسی طاقت ہے جس کا غلط استعمال دنیا کو تباہ کر سکتا ہے۔ اور پھر ایٹم کی طاقت کے نتیجہ میں ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ دُنیا کے علاقوں کے علاقوں سے زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اب یہ ثابت شدہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ اس عرصہ میں انہی سائنس دانوں نے ایسی چیز ایجاد کر لی کہ اگر اس کا غلط استعمال ہو جائے تو وہ بات واقع ہو جاتی ہے جس کی خبر پیشگوئی میں دی گئی ہے۔

حضرت امام عالی مقام نے اُس موقعہ پر اس زبردست انتباہ کے ساتھ ساتھ غیر معمولی ہمدردی اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا حق ادا کرتے ہوئے اس خوفناک تباہی سے بچ جانے کا ایک روحانی اور حتمی علاج بھی بتاتے ہوئے اس امر کی یاد دہانی فرما دی کہ یہ ایک انذاری پیشگوئی ہے۔ اور انذاری پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے التواء میں پڑ سکتی ہیں۔ بلکہ ٹل بھی سکتی ہیں۔ اگر انسان اپنے ربّ کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے۔ اور اپنے اطوار درست کرے۔ وہ اب بھی خدائی غضب سے بچ سکتا ہے اگر وہ دولت اور طاقت اور عظمت کے جھُوٹے خداؤں کی پرستش چھوڑ دے اور اپنے ربّ سے حقیقی تعلق قائم کرے۔ فسق و فجور سے باز آجائے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے لگے۔ اور بنی نوع انسان کی سچّی خیر خواہی اختیار کرے۔

اگر دُنیا نے دُنیا کی مستیاں اور خرمستیاں نہ چھوڑیں تو پھر یہ انذاری پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مصنوعی خدا دُنیا کو موعودہ ہولناک تباہیوں سے بچا نہیں سکے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمدردی اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک حصّہ حضور انور کا وہ پیغام بھی ہے جو امسال قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر امیر قافلہ پاکستان کی زبانی احبابِ جماعت تک پہنچا جس میں حضور نے احبابِ جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ آج کل ساری دُنیا کے اندر جو حالات پیدا ہو چکے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بہت خطرہ میں ہے۔ اس لئے جماعت کے سب دوستوں کو دُعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل و رحمت نازل کرے ——— یہ ہے خدا کے محبوب اور پارسا بندوں کا قابلِ تقلید نمونہ! یہی ہیں جو حقیقی معنوں میں دُنیا میں سب کا بھلا چاہتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا بھلا ہو گا کہ کسی کا انجام بخیر ہو۔ اور اس کا خدا اُس سے راضی ہو جائے!! وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ٭

خطبہ جمعہ

الدّین کے گیارہویں معنے یہ ہیں کہ جزاء و سزا کے فیصلوں کی منصوبہ بندی کرتے وقت بھی ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر بنیں

کارکنوں کو بہترین خدمت بجالانی چاہیئے اور ان کی اُجرت بھی ان کی بہترین کارکردگی کے مطابق معین ہونی چاہیئے

اپنے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے بعد جو زائد اموال بچیں انہیں بھی مخلوقِ خدا کی بہبودی کے لئے خرچ کرو

مُخلصین لہُ الدّین (البیّنہ) کی نہایت لطیف اور پُر معارف تفسیر

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳ر اخاء ۱۳۴۸ (۳ر اکتوبر ۱۹۶۹) بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- میں نے

گزشتہ خطبہ میں بتایا تھا

کہ تدبیر اور منصوبہ اور Planning پلاننگ کا وہ حصہ جو انسان کے اختیار میں دیا گیا ہے اور جس کے متعلق یہ ہدایت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنتے ہوئے اپنی تدابیر کیا کرو۔ یا اپنا منصوبہ بنایا کرو۔ اس تدبیر کے ساتھ، یا اس منصوبہ بندی کے ساتھ تین چیزوں کا تعلق ضروری ہے۔ اوّل اعداد و شمار اکٹھے کرنے کا۔ دوم ان اعداد و شمار کے پیشِ نظر منصوبہ بندی کی تفاصیل طے کرنے کا۔ میں نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں اپنے اس مضمون میں جو اقتصادیات سے تعلق رکھتا ہے ان دو باتوں کے متعلق جو دراصل الدّین کے دو معنوں (نویں اور دسویں تقاضے) پر مشتمل ہیں بیان کیا تھا۔ آج اس منصوبہ بندی کی تیسری شق یعنی الدّین کے گیارہویں معنے کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں۔

الدّین کے گیارہویں معنی

یہ ہیں کہ جو بھی تدبیر کی جاتی ہے یا جو بھی منصوبہ بنایا جاتا ہے اس کے ایک بڑے حصے کا تعلق جزا اور بدلے سے ہوتا ہے۔ پس ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب بھی منصوبہ بندی میں ایسے فیصلے کئے جائیں کہ جن کا تعلق جزا یا بدلہ دینے سے ہو تو اس میں بھی انسان کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے جب ہم

اللہ تعالیٰ کی صفات

کے ان جلووں کو جنہیں قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے، دیکھتے ہیں اور ان پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جزاء یا بدلہ دینے کے جو جلوے ہیں وہ اصولی طور پر ان آیات میں بیان ہوئے ہیں جن کی میں اس وقت مختصراً تفسیر بیان کروں گا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ عنکبوت میں فرماتا ہے

وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَحْسَنَ الَّذِی کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (آیت ۸)

کہ

اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے

جزا اور بدلہ دینے کے سلسلہ میں اس طرح ظاہر ہوتے ہیں کہ انسان کے اعمال کی جو بہترین جزا ہو سکتی ہے وہ جزا اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتا ہے۔ یعنی انسانی اعمال کی جزاء یا بدلے کا تعلق ان جلووں کے ماتحت ہوتا ہے جس کا ذکر اس آیہ کریمہ میں کیا گیا ہے

پس ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب ہماری منصوبہ بندی بدلے دینے کے فیصلے کرے تو یہ فیصلے بہترین بدلے کے مظہر ہونے چاہئیں۔ بہترین بدلہ محض مزدوری یا اجرت کے اصول پر نہیں دیا جا سکتا۔ ایک تو اس لئے کہ یہ ایک اندھا اصول ہے۔ اس کی رُو سے مثلاً ایک اچھے کام کرنے والے Unskilled (غیر ماہر) مزدور کو بھی عام طور پر وہی تنخواہ دی جاتی ہے جو ایک درمیانے درجے کے مزدور کو ملتی ہے۔ ایک بڑے عقلمند اور بڑے ذہین اور بڑی توجہ سے کام کرنے والے کلرک یا کسی کارخانے کے افسر کو جس کی کارکردگی کے نتیجہ میں

پیداوار میں معتدبہ اضافہ

ہوتا ہے اور آمدنی میں بڑی ترقی ہوتی ہے ایک مقررہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ اگر اس کی جگہ کوئی درمیانے درجے کا افسر آجائے تو اس کو بھی وہی تنخواہ ملے گی جو اس اچھے افسر کو دی جاتی رہی ہے۔ حالانکہ ان دونوں کے حسنِ کارکردگی میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اظہار اس قسم کے اندھے ماحول سے پاک ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو نورِ نور ہے اور وہ تو بصارت اور بصیرت کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے اور اس کی تمام صفات کی طرح یہ جزا اور بدلہ دینے کی صفت بھی ہر چیز کی ضرورت کے مطابق جلوہ گر ہوتی ہے

پس ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تمہارے اقتصادی نظام میں جب بھی

اُجرتوں کی ادائیگی کا سوال

پیدا ہو تو اُس وقت اس بات کو بھولنا نہیں چاہیئے کہ کام کرنے والے ہر مزدور یا کلرک کو۔ ہر افسر یا منتظم یا مینیجر کو اس کے کام کی بہترین اجرت ملنی چاہیئے۔ تاہم انسان کا علم محدود ہے اور اس کے راستہ میں ہزار روکیں ہیں اور اس نقص اور کمزوری ہی کے نتیجہ میں تنخواہ کا اصول بنایا گیا۔ بالعموم کمزوری دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو اس لحاظ سے کہ انسان کا علم ناقص ہے۔ ہر چیز انسان کے سامنے نہیں ہوتی۔ اور دوسری کمزوری یہ ہے کہ جو بات اس کے اختیار اور طاقت میں ہے اس میں بھی وہ کمزوری دکھاتا ہے۔ وہ اتنی محنت نہیں کرتا جتنی اسے کرنی چاہیئے تھی اور جس کی وہ قدرت رکھتا تھا۔ مثلاً ایک کارخانہ ہے اس میں پانچ سو یا ایک ہزار مزدور کام کر رہا ہے، تو اگر اسلامی اصول کو اس میں پوری طرح لاگو کیا جائے تو یہ ضروری ہوگا کہ ایک رجسٹر ہو جس میں ہر مزدور کی کارکردگی درج ہو کیونکہ اس کی مزدوری یعنی اس کے کام ہی نے یا اس کی توجہ اور اس کی محنت ہی نے اس کارخانے کی مجموعی پیداوار پر ایک خاص اور خوشکن اثر ڈالنا ہے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ سارے مزدوروں کا پیداوار میں ایک جیسا حصہ نہیں ہے کیونکہ ہر ایک کی

قابلیت اور توجہ کا معیار

الگ الگ ہے۔ ایک مزدور ہے جس میں زیادہ قابلیت ہی نہیں۔ اپنی قابلیت کے لحاظ سے وہ بے شک پوری توجہ بھی دیتا ہے لیکن کم قابلیت ہونے کی وجہ سے وہ اتنا پیدا نہیں کر سکتا نہ پیدا کرتا ہے کہ جتنی پیداوار ایک دوسرے مزدور کی ہے۔ پس جب تک

پورے حالات سامنے نہ ہوں

اس وقت تک یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ کس کو کتنی اجرت ملے۔ اور پھر یہ بھی کہ ایسی اجرت بہترین اجرت بھی کہلا سکتی ہے یا نہیں۔ ہمارے ہاں اُجرتوں کا جو اصول کارفرما ہے اس کی رُو سے شاید مزدوریوں یا اجرتوں میں فرق کرنا مشکل ہو جائے۔ چنانچہ اس مشکل کو دور کرنے کے لئے انسانی ذہن نے ایک اور راستہ بھی سوچا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس راستے کو صحیح اور پورے طور پر

اختیار نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان صفات کے جلوے

اجرتوں کا تعین کیسے کیا جائے

ہم بھی اپنی زندگیوں میں دکھا سکتے ہیں۔ اور اس طرح ہم بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر بن سکتے ہیں۔ اور یہ مزدوروں کو بونس دینے کا رواج ہے۔ مختلف کارخانے اپنے مزدوروں کو مختلف شکلوں اور مختلف نسبتوں سے بونس دیتے ہیں لیکن اسلامی اصول اور ان کی اجرت کے مطابق اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دی ہے کہ اس کے مطابق اجرتوں کی تعیین ہونی چاہیئے شاید بہتر یہ ہو کہ کارخانہ ہو جو عمل کر رہا ہو ... جن میں ہر ایک مزدور کی حسن کارکردگی درج ہو تو سب مزدوروں کو ایک جیسی مزدوری ملنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس طرح جب سال گزر جائے تو نفع کا حساب لگایا جائے۔ مثلاً ایک کارخانے کو پچاس ہزار روپیہ نفع ہوا

اس نفع میں سارے شریک ہیں

یا اکثر شریک ہوں گے۔ لیکن ان کا حصہ مختلف ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایک وہ مزدور ہے جس کی قابلیت بھی زیادہ تھی اور جس نے محنت بھی زیادہ کی اور جس نے کام بھی زیادہ توجہ اور محبت و پیار سے کیا۔ اور اس نیت سے زیادہ کام کیا کہ اس طرح زیادہ سے زیادہ پیداوار جو میں کر سکتا ہوں وہ میں کروں گا۔ پس ایسے قابل ذہین محنتی اور نیک نیت مزدور کا حصہ بہرحال زیادہ ہونا چاہیئے۔ اس کے برعکس ایک ایسے مزدور کی جس میں اتنی قابلیت بھی نہیں توجہ اور محنت سے کام کرنے کی اسے عادت بھی نہیں سستی سے وہ کام کرتا ہے اس کا وہ حصہ نہیں ہونا چاہیئے جو ایک اچھے مزدور کا ہے۔ پس مجموعی نفع میں حصہ دار بنانے میں ہر ایک کی حسن کارکردگی مدنظر رکھنی چاہیئے

بہرحال حکم یہی ہے کہ

تم بہترین عمل بجا لاؤ

تمہاری کارکردگی سب سے اچھی ہونی چاہیئے اور پھر جس کی جتنی کارکردگی ہے اس کے مطابق مجموعی نفع میں اس کا حصہ معین ہونا چاہیئے۔ اس صورت میں بہترین جزا ... ورنہ محض تنخواہ یا اجرتوں کے ... بہترین جزا یا بدلہ دینے کی صورت ... اور یہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب میں

أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ

کے اصول کے مطابق کسی کو عمل کی بہترین جزا یا بدلہ دیتا ہوں تو تمہیں بھی میری اس صفت کا بھی مظہر بننا چاہیئے جس طرح اللہ تعالیٰ کی یہ صفت دنیا میں جلوہ گر ہے اسی طرح تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا مظہر بنتے ہوئے اپنی زندگی میں اس قسم کے فیصلے کرتے وقت بہترین جزا بدلہ دینے کا جلوہ دکھانا چاہیئے

ہمیں

اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسری قسم کا جلوہ

یہ نظر آتا ہے:-

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (النحل ۱۶-۹۸)

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں بہترین جزا دیتا ہوں۔ یہاں یہ اصول بیان فرمایا کہ میں بہترین عمل کے مطابق بدلہ دیتا ہوں۔ یعنی محنت سے کام کرنے والوں پر بہترین کام کے مطابق اللہ تعالیٰ کی اس بہترین جزاء یا بدلہ دینے کی صفت کا جلوہ ظاہر ہوتا ہے۔ ایک شخص مثلاً سال میں بارہ مہینے کام کرتا ہے اور اس کے نو مہینے کی کارکردگی بڑی اچھی ہے لیکن تین مہینے کا کام کسی مجبوری کی وجہ سے جس میں بیماری بھی ہو سکتی ہے۔ ایسی بیماری جس کے نتیجہ میں رخصت لینے پہ مجبور نہیں ہوا لیکن جس کی وجہ سے اس کی کارکردگی پر اثر پڑا۔ پس اس کی اجرت کی تعیین اس کے بہترین کام کے زمانہ کے لحاظ سے ہونی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ سمو دیا جائے۔ یا یہ نہیں کہ کم کارکردگی یعنی اس کی مجبوری کی وجہ سے جو اس کی کارکردگی متاثر ہو گئی تھی اور اس میں کسی قدر نقص واقع ہو گیا تھا اس کے مطابق اس کی اجرت کی تعیین کی جائے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دراصل اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ کام کرنے والا خواہ مزدور ہو یا کلرک۔ کوئی افسر منتظم ہو یا منیجر۔ جو بھی ہو اسے اپنی

قوت اور قابلیت کا بھرپور مظاہرہ

کرتے ہوئے پوری توجہ اور محنت سے کارکردگی دکھانی چاہیئے اور جنہوں نے ان کی اجرت جو کافی تھی اور ان کی مزدوری کی تعیین کرنی تھی ان سے یہ فرمایا ان کی اجرت کی ادائیگی ان کے بہترین کام کے زمانہ کے مطابق ہونی چاہیئے یعنی وہ زمانہ جو ان کی کارکردگی کا بہترین زمانہ ہے اس کے مطابق ان کی اجرت یا مزدوری کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ یہ فیصلہ خواہ تنخواہ کی صورت میں ہو یا مجموعی نفع میں شرکت کی صورت میں۔ دونوں صورتوں میں

بہترین کارکردگی کے مطابق اجرت متعین ہونی چاہیئے

اس صورت میں ایک اچھے مزدور کو ان ایام میں بھی کچھ ملے گا جن میں وہ بیمار رہا ہے۔ بیماری کی وجہ سے اس کو چھٹی لینی پڑی ہو یا بیماری کی وجہ سے اس کی کارکردگی متاثر ہوئی ہو۔ بعض دفعہ مثلاً ہلکی سردرد کی وجہ سے انسان سمجھتا ہے کہ میں اتنا بیمار نہیں کہ رخصت لوں لیکن یہ بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ وہ اتنا تندرست بھی نہیں کہ حسب معمول زیادہ قابلیت اور محنت اور توجہ سے بہترین کام انجام دے سکے لیکن جب عذر جائز ہو اور بہانہ جو طبیعت کا تقاضا نہ ہو۔ صحیح عذر ہو واقعہ میں وہ بیمار ہو رخصت لینی پڑے یا بیماری کی وجہ سے اس کے کام پر اثر پڑا ہو تو اس کے کام میں اس نقص کی بناء پر اس کی تنخواہ یا اس کے نفع کے متوقع حصہ پر اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ بلکہ اس کا جو بہترین کام ہے اور بہترین کارکردگی رہی ہے اس کو اس کے مطابق ہی اجرت ملے گی۔ اگر وہ خدانخواستہ بیمار ہو جائے تو بیماری کے ایام میں پوری اجرت ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں

بہترین عمل کی بہترین جزا

سے متعلق جو حکم دیا ہے اس پر ہمیں بھی غور کرنا چاہیئے۔ ہمارے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہمارے کارکنان اللہ تعالیٰ کے فضل سے، خواہ ہم ان کو واقف کہیں یا نہ کہیں۔ بہرحال وہ ایک طرح کے واقف زندگی ہی ہیں۔ کیونکہ وہ قربانیاں دیتے ہیں۔ اپنے حقوق کو چھوڑتے ہیں (قربانی کا آخر یہی مطلب ہے نا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے حقوق کو چھوڑ دیتا ہے) پس اگر اس طرف پہلے توجہ نہیں ہوئی تو اب اگر یہ ممکن ہو، ہماری اتنی آمدنی ہو کہ ہم بیماری کی رخصتوں میں اپنے کارکنان کو پوری تنخواہ (جو کہ پہلے ہی کم ہے) دے سکیں تو ان کو ضرور دینی چاہیئے۔ ویسے ہمارے سارے کارکنان

خوشی سے قربانی دے رہے ہیں

اللہ تعالیٰ کسی دوسرے رنگ میں ان کی اس قربانی کی انشاء اللہ بہترین جزا عطا فرمائے گا لیکن اقتصادی دنیا کے لئے اس آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون وضع کیا ہے اور اپنے اس جلوہ کا اظہار فرمایا ہے کہ میں جو سب سے اچھا عمل ہو اس کے مطابق جزا دیا کرتا ہوں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اگر انسان اس کی صفات کا مظہر بننا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے ماتحت کے سب سے اچھے عمل اور اس کی سب سے اچھی کارکردگی کے مطابق اسے اجرت یا مزدوری دیا کریں۔ اور اسی اصول کے مطابق پنشن مقرر ہوتی چاہیئے ویسے روحانی لحاظ سے انسان کی پنشن اس کی

موت کے بعد کی زندگی

سے شروع ہوتی ہے۔ موت حقیقتاً اس زندگی کا اختتام نہیں بلکہ ایک نئی زندگی کی ابتداء ہے اور یہیں سے روحانی طور پر پنشن کا آغاز ہوتا ہے اور اس دوسری زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی اصول ہے کہ بہترین عمل کے مطابق جزا ملے گی۔ لیکن اس دنیا کے حقوق کو اللہ تعالیٰ نے اس بنیادی اصول پر قائم کیا ہے کہ اس شخص یا اس کے خاندان کی قابلیتوں کے مجموعہ کی نشوونما کے کمال کیلئے جس چیز کی اسے ضرورت ہے وہ اسے ضرور ملنی چاہیئے۔

اس دنیا میں انسان جس وقت پنشن کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس وقت عام طور پر اس کے خاندان کے بہت سے افراد خود کمانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اور اس ۱۵-۲۰ سال پہلے کے حقوق نہیں رہتے بلکہ کم ہو جاتے ہیں۔ ان

حقوق کو مدنظر رکھ کر

اگر کم پنشن بنتی ہو تو پھر تو ٹھیک ہے اس کی تنخواہ کا نصف اس کی پنشن مقرر ہو گی۔ یا مثلاً بیس سالہ سروس ہے تو شاید تنخواہ کا $\frac{1}{3}$ حصہ بطور پنشن کے ملتا ہے۔ یہ سارے اصول بنے ہوئے ہیں لیکن ان اصولوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے اس اصول پر ہونی چاہیئے جس کا اس نے جلوہ دکھایا ہے کہ جب بھی جزاء یا بدلہ دینے کا سوال پیدا ہو میری صفات کے اس جلوہ پر عمل کرتے ہوئے بہترین جزاء یا بدلہ کے طور پر مجموعی اجرت یا مجموعی نفع حصہ رسدی دینے کی کوشش کی جائے

اس دنیا میں

بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں

جن کی شادی بڑی عمر میں ہوئی یا جن کے اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے ماتحت بعض بڑے بچے فوت ہو گئے اور جس وقت وہ اپنی پنشن کی عمر کو پہنچے تو ان کی ساری اولاد تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو اچھا ذہن بھی عطا کر رکھا تھا۔ پس اُجرت کے لحاظ سے یہ رحیمیت کے جلوے ہیں۔ رحمانیت کے جلووں کا علیحدہ اصول ہے۔ رحیمیت کے جلووں میں یعنی جو اس نے کام کیا ہے اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس دنیا میں اتنا تنوع پایا جاتا ہے کہ ایک ہی لاٹھی سے سب کو نہیں ہانکا جا سکتا۔

پس ایسے پنشن پانے والے جن پر ان کے حالات کے مطابق بوجھ ویسا ہی ہے کم نہیں ہوا۔ کوئی بیٹا کما نہیں رہا بچیوں کی شادی نہیں ہوئی ان کو پنشن پوری تنخواہ کے برابر ملنی چاہیئے۔ سوائے اس کے کہ انسان اپنی سہولت کے لئے رحیمیت کے ان جلووں کو

رحمانیت کی صفت

کے جلووں کے اندر لے آئے اور اس کی ضرورت کو دوسری طرح پوری کر دے۔ یہ تو ٹھیک ہے۔ اس صورت میں اس کی پنشن نصف رہے یا ایک تہائی یا چوتھائی ہے اگر اور صفتِ باری کے جلووں کی مظہریت میں اس کے سارے حقوق اس کو مل جاتے ہیں تو فبہا۔ اس کے سارے حقوق اس کو مل گئے۔ لیکن اگر

رحمانیت کے جلووں کی مظہریت

میں یا ان کے مظہر بننے کی جدوجہد میں اس کے وہ حقوق نہیں ملے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ رحیمیت کے جلوے ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اگر رحیمیت کے جلووں سے اس کے بعض حقوق کو نکالنا ہے تو پھر ضروری ہے کہ انسان رحمانیت کے جلووں میں اس کو لے آئے کہ قطع نظر اس کے کہ کسی کی کارکردگی کیا تھی اللہ تعالیٰ نے جو اس کے حقوق قائم کئے ہیں وہ انہیں قائم کرنے کی کوشش کرے۔ بہرحال ہر ایک آدمی کے حقوق ادا ہونے چاہئیں اور اس کو آخری عمر میں ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔

یہ تو تھا اس جزا سے تعلق رکھنے والا مضمون جو کارکردگی کے نتیجہ میں ایسی کارکردگی ایسی ذمہ داری ایسی محنت جو بڑی نمایاں ہے اور جس کے مطابق دنیا مزدوریاں دیا کرتی ہے اس کے ساتھ تعلق رکھتا تھا بعض جزاء اور اجر یا بدلے ایسے نہیں ہوتے جو ان ظاہری پیمانوں پر پورے اتریں چنانچہ

جب منصوبہ بندی ہوتی ہے

تو Private Sector (پرائیوٹ سیکٹر) میں یعنی جہاں مختلف سرمایہ داروں نے روپیہ لگا رکھا ہو بغیر کسی ایسے اصول کے جن کا اللہ تعالیٰ مطالبہ کرتا ہو مختلف لوگوں کو مختلف قسم کے کارخانے لگانے کی اجازت دے دی جاتی ہے یا ایسی شرائط عاید کی جاتی ہیں جن کا تعلق اس کے حق سے نہیں بنتا۔ وہ حق جو اللہ تعالیٰ نے معیّن اور قائم فرمایا ہے مثلاً ایسے اشخاص جو کارخانہ کھولنے کے متمنی ہوتے ہیں ان سے کہہ دیا جاتا ہے کہ Bank Balance (بنک بیلنس) دکھاؤ۔ یا دوستیاں ہیں یا سفارشیں ہیں وغیرہ وغیرہ ہزار قسم کی نالائقیاں اس اقتصادی دنیا میں چل رہی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں بھی اپنی بعض صفات کے جلووں کا ذکر قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ مثلاً آج یا کل کے اخبار میں تھا کہ شکر کے کچھ اور کارخانے لگانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح کپڑا بنانے کے کچھ اور کارخانے لگوانے کی بھی ضرورت ہے۔ اب یہ کارخانے لگانے کی کسی نہ کسی پارٹی کو اجازت دی جائے گی۔ ان سے کہا جائیگا کہ ہم سہولتیں دیتے ہیں تم یہ کارخانے قائم کرو۔ یہ بھی دراصل ایک قسم کی جزا یا بدلہ ہے جو ان کو دیا گیا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس قسم کی اجازت کو بھی جزا یا بدلہ قرار دیا ہے لیکن کس چیز کی جزاء؟ کیا اس چیز کی جزاء کہ خونی رشتہ تھا۔ کیا اس چیز کی جزاء کہ مخلصانہ دوستی تھی۔ کیا اس چیز کا بدلہ کہ یہ پہلے ہی بڑا سرمایہ دار تھا۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو قبول نہیں کرتا۔ اور نہ ان کو جائز وجہ قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَكَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ
نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ (طٰہٰ ۲۰ - ۱۲۷-۱۲۸)

فرمایا جو شخص یا گروہ یا جماعت یا Management (انتظام) اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر عمل نہیں کرتی اور

اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کے احکام

کو بھلا دیتی ہے وہ رحمت کی تقسیم کے وقت بھی بھلا دی جاتی ہے۔ اور جو خدائی ہدایت اور شریعت سے باہر نکل جاتا ہے اور اسراف کرتا ہے اور اپنے نفس کے حقوق سے زاید رکھنا چاہتا ہے یا زاید لینا چاہتا ہے۔ اور دوسرے کی حق تلفی کرتا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہوتا ہے کہ رحمت کی تقسیم کے وقت اس کو ترک کر دیا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے:-

سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ
اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا
يَصْدِفُوْنَ (الانعام ۶ - ۱۵۸)

اللہ تعالیٰ کی صفات کا ایک یہ جلوہ بھی ہے کہ وہ لوگ جو اس کی ہدایت پر عمل نہیں کرتے انہیں اللہ تعالیٰ اس بے عملی کی وجہ سے اس دنیا میں بھی اور اگلی دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے اور اس دنیا میں عذاب کی ایک شکل یہ ہے کہ وہ اس کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں

ان دونوں آیات پر جب ہم غور کرتے ہیں تو

ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں

کہ اس قسم کا منصوبہ بناتے وقت کہ کسی پارٹی کو شکر کا کارخانہ لگانے کی اجازت دی جائے یا کس پارٹی کو کپڑا بنانے کا کارخانہ لگانے کی اجازت دی جائے یہ امر مدّ نظر رہنا چاہیئے کہ صرف وہ پارٹی یہ کارخانے لگانے کی مستحق ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اقتصادی اصولوں پر عمل کیا ہو اور وہ حقوق اپنے زاید اموال میں سے ادا کئے ہوں جن کے ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ہر ایسے شخص کو ہدایت کر رکھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہیں اس نے کمانے کی توفیق عطا فرمائی تھی یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم نے تمہیں یہ توفیق عطا کی ہے۔ تم اپنے حقوق اور دوسروں کے حقوق کو پورا کرنے کے لئے جن اموال کی ضرورت ہے اس سے زیادہ کما لو اور یہ اس لئے تھا کہ تم میری بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق ان زائد اموال کو (یہاں جب میں زاید اموال بولتا ہوں تو وہ اموال مراد ہیں جو ان کے اپنے حقوق کی ادائیگی سے زاید ہیں) میرے دوسرے بندوں کے جائز حقوق کی ادائیگی میں خرچ کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کارخانہ دار اپنی کمائی کے زاید اموال میں سے

دوسرے بندوں کے حقوق کی ادائیگی

میں خرچ نہیں کرتا اس کا یہ حق نہیں ہے کہ اسے ایک نیا کارخانہ کھولنے کی اجازت دی جائے۔ بلکہ یہ حق تو اس کا بنتا ہے جو اپنے زاید اموال کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں خرچ کرتا ہے۔ لیکن وہ جو اسراف کرتا ہے اور ظلم سے کام لیتا ہے اور اپنے لئے وہ حقوق تسلیم کروانا چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے نہیں دیئے اور دوسروں کے حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اور جو زاید اموال اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کے لئے دیئے گئے تھے یعنی یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جو اموال ایسے شخص کو دیئے جاتے ہیں اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک وہ حصہ جو اس کے اپنے حقوق اس کے خاندان کے حقوق کی ادائیگی کے لئے اور اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہیں۔ لیکن اس کے ان اموال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ وہ اپنے اموال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو بھی حاصل کرے۔ اس کے انعام اور فضل کا وارث بھی بنے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق قربانی کرے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے۔ مگر یہ شخص اس دوسری ہدایت پر عمل نہیں کرتا اور اسراف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جو یہ ہدایت ہے کہ صرف اپنے حقوق لینے کی تمہیں اجازت ہے سوائے اس کے کہ

جب ساروں کے حقوق ادا ہو جائیں

پھر بھی اموال بچ جائیں اور اس دنیا میں ایسا ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں اس کو فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے خرچ کی جو جائز راہیں کھولی ہیں ان پر تم اپنا روپیہ خرچ کر سکتے ہو ناجائز یا حرام اخراجات کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یعنی کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اے میرے رب تو نے مجھے کمانے کی توفیق عطا کی تھی میں نے تیری اس توفیق کے نتیجہ میں ایک سال میں ۱۰ لاکھ روپیہ کمایا۔ تو نے میرے حقوق قائم کئے تھے۔ میں نے اپنے حقوق کے طور پر یا اپنے خاندان کے حقوق کے طور پر یا اپنے Dependents (ڈی پینڈنٹس) کے حقوق کے طور پر دو لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ آٹھ لاکھ روپیہ جو بچ گیا تھا اس سے میں نے تیرے بندوں کے مطالبہ پر (حکومت کے مطالبہ پر) جن کا کام منصوبہ بنانا اور ساری قوم کا خیال رکھنا ہے چھ لاکھ روپیہ ان کو دے دیا۔ اور اس طرح کسی غیر کا کوئی حق میرے ذمہ باقی نہیں رہا کیونکہ میرے ذمہ جتنے حقوق بنتے تھے وہ میں نے سارے کے سارے ادا کر دیئے اب دو لاکھ روپیہ میرے پاس بچتا ہے مجھے اجازت دی جائے کہ جس طرح میں چاہوں اسے خرچ کروں۔ چاہوں تو شراب پیوں۔ عیش و عشرت میں اپنا وقت گزاروں یا نمائش کروں اسراف یا ریاء سے کام لوں کیونکہ میرے جو حقوق تو نے قائم کئے تھے وہ مجھے مل گئے اور تیرے بندوں کے جو حقوق تھے وہ ان کو مل گئے اس لئے اس دو لاکھ کے زاید روپیہ کو جائز یا ناجائز راہوں پر خرچ کرنے کی اجازت

اجازت ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ایسے شخص سے فرماتا ہے کہ بیشک تو نے اپنی اس ذمہ داری کو نباہا کہ اپنے اور اپنے خاندان کے حقوق کو پورا کیا اور دوسروں کے حقوق کو بھی ادا کیا اور اس ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہو گیا۔ مگر

ان ساری ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونیکے بعد

جو تمہارے پاس مال بچ گیا ہے تم اس کو بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ بناؤ۔ اللہ تعالےٰ کے غضب کو مول لینے کا موجب نہ بناؤ۔ کیونکہ اگر تم اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے خلاف کام کرو گے تو اس کے نتیجہ میں تمہاری چاروں قسم کی قابلیتیں جن کی تفصیل پہلے خطبات میں بیان ہو چکی ہے کی صحیح اور کامل نشوونما نہیں ہو سکے گی۔ بلکہ ان کی نشوونما میں روک پیدا ہو جائے گی تمہارا اسراف کرنا۔ تمہارا ظلم کرنا۔ تمہارا ریا کرنا۔ اور تمہارا نمائش کے طور پر اپنے زاید اموال کو خرچ کرنا۔ یہ ساری چیزیں تمہاری قابلیتوں کو اجاگر کرنے کا ذریعہ نہیں بنیں گی۔ بلکہ تمہیں اللہ تعالےٰ کی رحمت سے محروم بنا دیں گی۔ اس لئے اپنے زاید اموال کو اس رنگ میں خرچ کرو کہ تم پر اللہ تعالےٰ کے غضب کی نگاہ نہ پڑے۔ بلکہ تم پر ہمیشہ اس کی رحمت اور اس کے پیار کی نگاہ پڑتی رہے۔

جس عذاب کا سورۂ انعام میں ذکر کیا گیا ہے اس کا ایک حصہ تو اس دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً یہی ہے کہ اگر ایک مسلم حکومت کسی کارخانہ دار کو یہ کہے کہ چونکہ تم نے خدا تعالےٰ کی ہدایت کے مطابق اپنے زاید اموال کو خرچ نہیں کیا اس لئے نئے کارخانے لگانے کی تمہیں اجازت نہیں دی جائے گی۔ حکومت کا یہ فیصلہ ہی اس کی طبیعت کے لحاظ سے اس دنیا میں اس کے لئے کافی عذاب ہے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کا یہی منشا ہو کہ اس کو عذاب ہی ملے (اس کے غضب سے ڈرتے رہنا چاہیئے) تو اس سے بھی سخت تر عذاب میں وہ مبتلا کر سکتا ہے کیونکہ اگر ذہنیت یہ ہو کہ جو مال ملا ہے وہ سب اپنے پاس ہی رکھنا ہے اور اس کو خدا تعالےٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا ذریعہ نہیں بنانا تو پھر ایک وقت میں آکر اس کے اموال میں زیادتی کے جو راستے ہیں اگر ان کو بند کر دیا جائے تو یہ اس کے لئے ایک بہت بڑا عذاب بن کر رہ جاتا ہے

پس اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں یہ حکم دیا ہے کہ جب تم کوئی تدبیر کرو یا کوئی منصوبہ بناؤ اور تم اس کے لئے نیک نیتی کے ساتھ اعداد و شمار اکٹھے کرو۔ کسی چیز کو پس پردہ نہ رہنے دو۔ جہاں جہاں بھی کسی چیز کی ضرورت تھی تم نے اس کے پورا ہونے یا پورا کرنے کے لئے فیصلے کئے اور تمہارا اس سے سوائے اس کے اور کوئی مقصد نہیں کہ تم اس کے ذریعہ سے میری رضا حاصل کرو اس لئے تمہارے یہ فیصلے میری صفات کے جلووں کے مظہر بننے کے لئے تھے اور پھر تم نے جو منصوبہ بنایا اس میں جزا کے دو حصے ہیں ایک کام کرنے والے کی اُجرت کا حصہ ہے جس کی ادائیگی "اَحْسَن الَّذِی کَانُوْا یَعْمَلُوْن" کے اصول کے مطابق اور بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْن کو مدّ نظر رکھتے ہوئے عمل میں آنی چاہیئے اگر تمہیں اس اصول کی رُو سے تفصیل طے کرنے میں مشکل پیش آئے یعنی یہ مشکل کہ کسی کی تنخواہ کم اور کسی کی زیادہ ہو تو پھر مجموعی نفع میں حصہ دار بناؤ۔ یعنی مزدوروں کی مقررہ تنخواہ یا اُجرت کے علاوہ ان کو

حُسنِ کارکردگی کے مطابق

مجموعی نفع میں بھی شریک کرو۔ اور یہ تو کام کرنے والے کی اُجرت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت کے جلوے کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کی صفتِ رحیمیت کا ایک اور جلوہ تمہاری زندگیوں میں اس طرح بھی نظر آنا چاہیئے کہ ایسے کارخانہ دار جو اللہ تعالےٰ کی ہدایات کی پیروی کرنے والے ہیں، وہ اللہ تعالےٰ کے سب اقتصادی احکام کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تم ان کی عزت و احترام کرو اور انہیں مزید کارخانے لگانے کی اجازت دو۔ کیونکہ وہ اپنے اور اپنے خاندان اور دوسرے لواحقین کی کما حقہٗ ادائیگی کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق کو بھی پورا کرتے ہیں اور ان ذمہ داریوں سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہو جانے کی صورت میں ان کے پاس جو زاید اموال بچ جاتے ہیں ان اموال کو بھی اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے مطابق اس کی

مخلوق کی بہتری اور بہبود کیلئے

خرچ کرتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جن کو اللہ تعالےٰ نے زاید اموال تو اس لئے عطا فرمائے تھے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی ہدایتوں کے مطابق جائز طریق پر خرچ کر کے اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کے وارث بنیں لیکن انہوں نے عقل سے کام نہ لیا۔ غفلت کے پردوں میں پڑے رہے اور اپنے زاید اموال کو ان راہوں پر خرچ کیا جن راہوں کو اللہ تعالےٰ پسند نہیں کرتا فرمایا جب تک یہ دنیا قائم ہے منصوبے تو بنتے رہیں گے جب بھی نیا منصوبہ بنے گا نئے کارخانے لگانے کی ضرورت پڑے گی ایسے لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہمارے پاس بڑا سرمایہ ہے۔ ہمیں مزید کارخانے کھولنے کی اجازت دی جائے۔ ایسے وقت ان سے کہہ دیا جائے کہ تمہارے پاس جو سرمایہ ہے وہ ظلم کے نتیجہ میں جمع ہوا ہے اس کی تو تمہیں سزا ملنی چاہیئے نہ کہ انعام۔ انہیں نئے کارخانے لگانے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے البتہ ان لوگوں کو اجازت ملنی چاہیئے جنہوں نے اس سے قبل اپنے زاید اموال کو

اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق

خرچ کیا ہو

اللہ تعالےٰ نے ایک سماں سے "اَلدِّیْن" کے معنوی لحاظ سے اقتصادیات سے تعلق رکھنے والے جو گیارہ مطالبے کئے ہیں، میں نے ان مطالبات پر مشتمل اقتصادی مضمون کو اختصار کے ساتھ اس کی محض اصولی باتوں کو بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ اب

اس مضمون کے دو حصے باقی رہ جاتے ہیں

ایک تو وہ جن کا حق ذرا بھی تو اصولی طور پر بتایا تھا کہ دوسروں کا بھی حق پیدا ہو جاتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے قائم فرمایا ہے یعنی ان لوگوں کے متعلق بتانا باقی رہ جاتا ہے جن کے حقوق یا ضروریات اس طرح کی ہوتی ہیں جس طرح دوسرے صاحبِ اموال کی ہوتی ہیں مگر اس دنیا میں دنیوی نظاموں کے ماتحت عدم انصاف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے وہ محروم رہ جاتے ہیں یا جن کو بھیک منگا ہونے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ یہ کون کون سے لوگ ہیں۔ قرآنِ کریم نے ان کا اصولی طور پر ذکر فرمایا ہے۔ غرض ایک تو ان لوگوں کے متعلق ذکر کرنا باقی رہ گیا ہے اور دوسرے، اللہ تعالےٰ نے مجھے علم دیا ہے کہ قرآنِ عظیم کا یہ سارا مضمون

سورۂ فاتحہ میں بھی

پایا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس سارے مضمون کا خلاصہ اور اجمال سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں بیان کر دوں تاکہ یہ ساری باتیں اکٹھی ہو کر سامنے آ جائیں۔ یہ دو مضامین ابھی باقی ہیں جن پر انشاء اللہ آئندہ روشنی ڈالوں گا

⁂

لازمی چندہ جات کی فرضیت

ہر جماعت ابھی سے عزم کر لے کہ ۱۵ اپریل ۱۹۷۰ء تک بجٹ پورا کرنا ہے

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ چندہ عام حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ جماعتی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں اور سب سے مقدم ہیں کیونکہ ان کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے اور ان میں باقاعدگی کے لئے تاکید کرتے ہوئے حضور یہاں تک تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلۂ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں شامل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔"

گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر سخت انذار ہے کہ وہ سلسلۂ بیعت سے کٹ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ کئی ماہ یا کئی سال سے چندہ کا بقایا دار ہو۔ ایسا شخص اپنے متعلق خود غور کر سکتا ہے۔ ظاہری طور پر اگر کوئی شخص جماعت سے خارج نہ بھی ہو لیکن خدا تعالےٰ کے حضور اس کا نام سلسلۂ بیعت سے کٹ جاتا ہے۔ اور یہ امر ارشادِ خداوندی خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ کے مطابق سخت نقصان کا موجب ہے۔

گو یہ درست ہے کہ اس وقت جماعت کے سامنے مستقل چندوں کے علاوہ دیگر طوعی چندوں کی تحریکات بھی ہیں۔ اور یہ طوعی چندے خدا تعالےٰ کے خاص فضلوں کے جاذب بن سکتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ لازمی چندوں کو وہی فرضیت حاصل ہے جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے چلی آ رہی ہے۔ پس ان لازمی چندوں کا تارک یقیناً خدا کے حضور جوابدہ ہو گا چونکہ موجودہ مالی سال کی آخری سہ ماہی گزر رہی ہے اس لئے جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ وصولی بقایا لازمی چندہ جات اور ترسیل کی طرف جلد متوجہ ہوں اللہ تعالےٰ آپ سب کو توفیق بخشے۔ آمین

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

تقریر جلسہ سالانہ

قسطِ اوّل

ذکرِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریک جدید قادیان

صدرِ محترم و حاضرینِ کرام!

ذکرِ حبیبؑ کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت میں سے اخلاقی پہلو، شفقت کا پہلو، روحانی پہلو، جذبۂ ہمدردی اور خدام کا خیال رکھنے کے متعلق چند روایات خاکسار عرض کرے گا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مثیل ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کو خلقِ عظیم عطا ہوا تھا۔ اس بحرِ ناپیدا کنار میں سے نہایت قلیل حصہ ہی پیش کیا جا سکتا ہے

۱۔ حضرت ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اوّل اوّل جب میں نے بیعت کی تو حضورؑ نے فرمایا کہ آپ کو ہمارے پاس بار بار آنا چاہیئے" تاکہ ہمارا فیضانِ قلبی اور صحبت کے اثر کا پرتو آپ پر پڑ کر آپ کی روحانی ترقیات ہوں۔ اور رخصت بار بار نہ ملنے کی صورت میں فرمایا کہ آپ بذریعہ خط بار بار یاددہانی کراتے رہا کریں۔" تاکہ دعاؤں کے ذریعہ توجہ جاری رہے کیونکہ فیضانِ الٰہی کا اجراء قلب پر صحبتِ صالحین کے تکرار یا بذریعہ خطوط دعا کی یاددہانی پر منحصر ہے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۸۹۵)

۲۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق میں بعض باتیں خاص طور پر نمایاں تھیں۔ اور ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ کبھی کسی کی دلشکنی کو پسند نہیں فرماتے تھے اور اس سے بہت ہی بچتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی منع فرماتے تھے۔

۳۔ حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب ساکن دارالفضل قادیان نے جو آنکھوں سے معذور تھے اور نہایت غریب تھے بیان کیا کہ ایک دفعہ عید کا دن تھا۔ آدمیوں کی کثرت تھی۔ میں حضرت صاحب سے بہت دور فاصلہ پر تھا۔ حضورؑ لوگوں سے مصافحہ کر رہے تھے۔ میں نے بھی چاہا کہ حضور سے مصافحہ کروں مگر آدمیوں کی بھیڑ تھی۔ حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ حافظ صاحب! یہیں ٹھہرو۔ میں آتا ہوں۔ حضور میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور اکثر حضور علیہ السلام السّلام علیکم پہلے کہا کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ۶۶۱)

۴۔ حضرت شیخ عبدالحق صاحب سکنہ وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور جو قادیان میں معاون ناظر ضیافت رہے ہیں بیان کرتے ہیں کہ زرّ چھتر ضلع ...ا کی گدی کی جائداد کا مقدمہ دو بھائیوں میں عدالت میں دائر تھا۔ ان میں سے ایک بھائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات اور دعا کی درخواست کے لئے آئے تو حضور نے ان کا طویل ماجرہ سن کر نصیحت کے رنگ میں فرمایا جب انسان دنیا کو چھوڑتا ہے اور مولا کریم کی طرف اس کی توجہ مبذول ہو جاتی ہے تو وہ آگے آگے دوڑتا ہے اور دنیا اس کے پیچھے پیچھے دوڑتی ہے۔ لیکن جب انسان خدا تعالیٰ سے منہ موڑ لیتا ہے اور دنیا کے پیچھے دوڑتا ہے تو اس وقت دنیا آگے آگے دوڑتی ہے اور وہ پیچھے پیچھے جاتا ہے۔ مطلب حضور کا یہ تھا کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ آپ کے بزرگ دنیا سے دل برداشتہ ہو کر خدا تعالیٰ کے بن گئے تھے تو دنیا کی جائدادیں خود بخود ان کی طرف آ گئیں اور اب آپ نے خدا تعالیٰ سے وہ تعلق قائم نہ رکھا اور انہیں جائدادوں پر گر گئے۔ تو آپ کی ساری توجہ دنیا طلبی میں صرف ہو رہی ہے۔ مگر پھر بھی جائدادیں ہاتھ سے نکلی جا رہی ہیں

(سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ۷۷۱)

۵۔ حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ جو قریب کے موضع فیض اللہ چک کے رہنے والے تھے، حضرت اقدسؑ کے دعوے سے کئی سال پہلے سے حضور کی خدمت میں بالعموم حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ کی معیّت میں حاضر ہوتے تھے ہر دو بزرگ حضور علیہ السلام کی شفقت اور محبت اور بے تکلفی کے بہت سے واقعات سناتے ہیں۔ بالعموم دونوں حضورؑ کے پاس ہی بیت الفکر میں رات کو سوتے تھے۔ ایک دوسرے کا نام لے کر کہنا کہ ان کا ریوڑیاں کھانے کو دل کرتا ہے۔ تو حضور ریوڑیاں منگوا دیتے۔ سماوار ہر وقت گرم رہتا تھا اور پاس ہی چینی ہوتی اور حضور فرماتے کہ چائے پیو۔ اور خوب پیو۔ نہایت محبت اور شفقت سے آم کھلاتے اور اپنے دستِ مبارک سے خربوزہ کاٹ کر دیتے اور فرماتے کہ یہ خربوزہ میٹھا ہوگا یا یہ آم ضرور میٹھا ہوگا۔ اس کو ضرور کھاؤ۔ اور خود بھی کھاتے۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت نمبر ۵۹۸ وغیرہ و اصحابِ احمد جلد سیزدہم)

۶۔ حضور احباب سے شفقت سے پیش آتے تھے اور ان کے جذبات کا خیال رکھتے تھے چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی دوست اپنی کوئی نظم یا تصنیف سنانا چاہتے تو مجلس میں سن لیتے تھے۔ نظم میں اگر کچھ خامیاں یا غلطیاں ہوتیں تو کچھ گرفت نہ کرتے تھے ایک دفعہ ایک دوست نے اپنی نظم سنائی جس سے مجلس میں سب لوگ بہت ہنسے اور حضرت صاحبؑ بھی ہنستے رہے۔

(ذکرِ حبیب صـ ۳۲۵)

۷۔ ایک دفعہ مجھے وضو کے لئے پانی درکار تھا۔ اتفاقاً حضرت صاحب تشریف لائے اور مجھے مسجد مبارک والے دارالمسیح کے دروازے کے پاس کھڑا دیکھ کر فرمایا آپ کو پانی چاہیئے۔ میں نے عرض کی ہاں حضور۔ حضور نے لوٹا مجھ سے لے لیا اور فرمایا میں لا دیتا ہوں۔ اور خود اندر سے پانی لا کر دیا۔ (بروایت مذکور)

(" صـ ۳۲۶)

۸۔ جب عاجز لاہور سے قادیان آیا کرتا تو حضور مجھے عموماً صبح ہر روز پینے کے واسطے دودھ بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے اندر بلا لیا۔ ایک لوٹا دودھ کا بھرا ہوا حضورؑ کے ہاتھ میں تھا۔ ایک بڑے گلاس میں دودھ ڈال کر مجھے دیا اور محبت سے فرمایا آپ یہ پی لیں پھر میں اور دیتا ہوں۔ میں تو اس گلاس کو بھی ختم نہ کر سکا۔ اور بس کر دیا۔ تبسّم کرتے ہوئے حضور نے فرمایا بس۔ آپ تو بہت تھوڑا پیتے ہیں۔ (بروایت مذکور)

(" صـ ۱۷۱)

۹۔ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ مجھے حضرت صاحب نے مسجد مبارک میں بٹھایا۔ فرمایا بیٹھئے۔ میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ بجائے کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیجنے کے چند منٹ بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں۔ فرمایا آپ کھانا کھائیے میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتدا، پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیئے" بروایت مذکور (" صـ ۳۲۶ - ۳۲۷)

۱۰۔ حضورؑ ملتان میں ایک مقدمہ میں شہادت کے بعد لاہور آ کر ایک دو روز ٹھہرے حضورؑ نے دریافت کیا کہ مفتی صاحب ملنے نہیں آئے کیا سبب ہے؟ کسی نے عرض کیا کہ وہ بیمار ہیں چل نہیں سکتے۔ اس پر حضورؑ خود میرے مکان پر تشریف لائے اور دیر تک میرے پاس بیٹھے رہے اور ہنستے ہوئے فرمایا آپ بیمار ہیں بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے۔ آپ ہماری کامیابی کے واسطے دعا کریں۔

(" صـ ۳۲۷)

۱۱۔ ایک دفعہ میں والدہ صاحبہ کے ساتھ قادیان آیا۔ واپسی کے وقت حضرت صاحب ہمارے یکّہ پر سوار ہونے کی جگہ تک ساتھ تشریف لائے اور ہمارے لئے کھانا منگوایا کہ ہم ساتھ لے جائیں۔ کھانا لانے والوں نے کسی کپڑے میں باندھ کر نہ بھیجا تھا۔ تب حضرت صاحب نے اپنے عمامہ میں سے ایک گز کے قریب کپڑا پھاڑ کر اس میں باندھ دیا۔ (بروایت مذکور)

(" صـ ۴۵)

۱۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کے ساتھ بہت بے تکلف رہتے تھے جس کے نتیجہ میں خدام بھی حضور کے ساتھ ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بے تکلفی سے بات کر لیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ میں لاہور سے حضور کی ملاقات کے لئے آیا اور وہ سردیوں کے دن تھے اور میرے پاس اوڑھنے کے لئے رضائی وغیرہ نہیں تھی۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ رات کو سردی لگنے کا اندیشہ ہے حضور مہربانی کر کے کوئی کپڑا عنایت فرمائیں۔ حضرت صاحب نے ایک ہلکی رضائی اور ایک دھسّا ارسال فرمائے۔ اور ساتھ ہی پیغام بھیجا کہ رضائی محمود کی ہے اور دھسّا میرا۔ آپ ان میں سے جو پسند کریں رکھ لیں۔ اور چاہیں تو دونوں رکھ لیں۔ میں نے رضائی رکھ لی۔

(" صـ ۳۳۰ - ۳۳۱)

۱۳۔ ایک غریب صاحب عبداللہ نام قادیان تشریف لائے۔ اور بیعت کی۔ اور حضرت مولوی نورالدّین صاحب سے علمِ طب حاصل کیا اور بہت عرصہ یہاں رہنے کے بعد وطن واپس گئے۔ اور بعد ازیں ایک مطب کھولا۔ کچھ عرصہ بعد افواہاً معلوم ہوا کہ انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے اور انہوں نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ قادیان میں میرا ایک بانس بھی ہے۔ میں نے ہنستے ہوئے عرض کیا کہ انہوں نے بڑی غلطی کی جو ایسا بیان دیا۔ حضور کا چہرہ غمناک سا ہوا اور فرمایا معلوم نہیں وہ بیچارہ کس مصیبت میں ہے، اور اسے کیسی تکلیف

پہنچ رہی ہے۔ ہمارا باغ تو مریدوں ہی کا ہے۔ اگر وہ اس مصیبت سے بچ سکتا ہے تو ہم اس کو ہی دے دیں گے۔ کوئی پولیس والا دریافت کرنے آئے تو آپ اس کے بیان کی تردید نہ کریں۔ بلکہ تصدیق کر دیں تا کہ وہ مصیبت سے بچ جائے۔

(ایضاً صفحہ ۱۲۱)

۱۴۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کپورتھلوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دوست نے بہت محنت کوشش اور صرف کثیر کر کے کسی شخص سے ایک کشتہ کا نسخہ حاصل کیا اور کشتہ بنا کر حضور کی خدمت میں پیش کیا اور نسخہ بھی دیا۔ ایک اور دوست نے مجھے کہا کہ یہ نسخہ حاصل کیا جائے۔ لیکن پہلے دوست کسی کو بتاتے نہ تھے۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ فلاں دوست نے کوئی کشتہ حضور کو دیا ہے؟ فرمایا وہ شیشی پڑی ہے لے لو۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا نسخہ؟ فرمایا وہ بھی پڑا ہے۔ چنانچہ وہ کشتہ مع نسخہ کے میں لے آیا۔ اور اس دوست کو دکھایا کہ دیکھو تم نہیں بتاتے۔ تھے میں لے آیا ہوں۔ یہ ہے۔ وہ حضور کی خدمت میں جا کر عرض کرنے لگا کہ حضور نے وہ دے دیا ہے فرمایا وہ ہم سے لے گئے اور پھر حضور نے مجھے پھر بھی فرمایا کہ مرزا صاحب (یعنی حضور کے والد ماجد) کی بیاض ہمارے پاس ہے اس میں بہت عمدہ نسخے ہیں۔ آپ وہ لے لیں لیکن مجھے اس بیاض کے لینے کا خیال نہ رہا

(اصحاب احمد جلد چہارم طبع دوم صفحہ ۱۱۳)

۱۵۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ لکھا ہے کہ ایک مسلمان پر کچھ مصیبت کے دن آئے۔ بھوک لگی تو ایک یہودی کے مکان پر کچھ مانگنے کے لئے گیا یہودی نے اسے چار روٹیاں دیں۔ جب وہ چلا تو اس گھر کا ایک کتا بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس نے یہ خیال کر کے کہ شاید ان روٹیوں میں سے کتے کا بھی حصہ ہے ایک روٹی پھینک دی جسے جلدی سے کھا کر کتا پھر پیچھے ہو لیا پھر اس نے ایک اور روٹی ڈال دی۔ اسے کھا کر پھر پیچھے پیچھے آیا تو یہ سمجھا کہ شاید تین حصے اس کے ہوں ایک اور روٹی دے دی۔ مگر کتا وہ روٹی کھا کر بھی واپس نہ گیا تب اسے کتے پر غصہ آیا اور کہا کہ تو بڑا بد ذات ہے۔ مانگ کر میں چار روٹیاں لایا تھا مگر ان میں سے تین کھا کر بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کتے کو بولنے کے لئے زبان دے دی اور اس نے جواب دیا کہ میں بدذات نہیں ہوں۔ خواہ کتنے ہی فاقے اٹھاؤں میں مالک کے سوائے دوسرے در پر نہیں جاتا۔ بدذات تو تو ہے جو دو فاقے ہی اٹھا کر کافر کے گھر مانگنے کے لئے آ گیا۔ اس پر وہ مسلمان اپنی حالت پر بہت پشیمان ہوا۔

(ذکر حبیب صفحہ ۱۵۱-۱۵۲)

۱۶۔ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی سابق ہریش چندر بیان کرتے ہیں کہ میں تپ دق سے بیمار ہو گیا مرض کی شدت کا یہ عالم تھا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب (خلیفہ اوّل) جیسے دینی علوم میں ید طولیٰ رکھنے والے جن کی تشخیص و علاج کا سکہ زمانہ بھر میں بیٹھا ہوا تھا اور جن کے علاج سے اکثر لوگ معجزانہ رنگ میں شفایاب ہوتے تھے اور جو کبھی مایوس نہ ہوتے تھے آپ کی زبان سے میرے متعلق ایسے الفاظ نکلے جن کو سننے والے حتیٰ کہ حضرت قاضی امیر حسین صاحب جیسے جری اور باحوصلہ انسان میرے انجام کا خیال کر کے رو دیئے۔ میں پہلو بدلنے سے بھی عاجز ہو چکا تھا۔ ایک کی بجائے دو تین آدمی میری خبر گیری کے لئے مقرر کر دیئے گئے۔ اور گھڑی گھڑی کی خبریں منگائی جانے لگیں۔ اور قرب موت کا عام چرچا ہو گیا۔ اور کان اس خبر کی انتظار میں رہنے لگے۔ میں نے تیمارداروں کی اس قسم کی باتوں کو سن کر اور اپنے ایک تیماردار کو دیکھ کر کہ وہ مجھ سے آنکھ بچا کر رو لیتا ہے اس سے حقیقت معلوم کی اس نے زار و قطار روتے ہوئے اور دکھ دل کے ساتھ مجھے حال بتایا۔ میرے کہنے پر اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سارا ماجرا عرض کر کے دعا کی درخواست کی۔ حضور نے بات سن کر افسوس کیا اور فرمایا کہ ہمیں پہلے اطلاع کیوں نہیں دی۔ اور ساتھ ہی دوائی بتا کر تسلی دی اور فرمایا کہ اس دوائی کو فوراً شروع کر دیں اور حالت کی اطلاع جلد جلد دیتے رہیں۔ ہم دعا بھی کریں گے چنانچہ بالآخر حضور کے دم مسیحائی سے میں قبر سے واپس آ گیا۔ اور صحتیاب ہو گیا۔

اس بیماری میں کئی ماہ تک والدہ محترمہ کو جو ہند میں تھیں میرا خط نہ ملا تو گھبرا کر انہوں نے کئی خط مجھے جن کے جواب میں بیماری کا حال معلوم کر کے وہ قادیان آئیں۔ بٹالہ میں میری نازک حالت کا علم ہونے پر قادیان تک روتی ہوئی آئیں اور پوچھتے پوچھتے احمدیہ چوک میں آئیں تو کسی بچہ نے میری پہلی جائے قیام خالی دیکھ کر نہ معلوم کیا کہہ دیا کہ والدہ صاحبہ کا رونا آہ و فغاں اور بین کا رنگ اختیار کر گیا۔ کسی نے میرے زندہ سلامت ہونے کی خبر سنائی۔ ہفتہ عشرہ وہ قادیان میں ٹھہریں اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمدردی کے حالات سن کر بہت متاثر ہوئیں۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے اخلاق کریمانہ کی شیدا ہو گئیں اور اس بات کا اظہار کیا کہ اگر میرا بچہ مجھے چھوڑ کر ایک ایسی مشفقہ اور کریمہ اور محسنہ کی غلامی میں آ گیا ہے تو میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے یہ کوئی باعث تشویش امر نہیں

کبھی وہ وقت تھا کہ آپ کے والد حضور کی اجازت سے آپ کو ساتھ لے گئے تھے اور تحریری وعدہ کیا تھا کہ وہ آپ کو واپس بھیج دیں گے۔ لیکن پھر انہوں نے گویا قید کر کے رکھا قتل کی دھمکی دی۔ نماز روزے اور مسلمانوں سے میل جول سے حتیٰ کہ خط و کتابت سے نہایت سختی سے روک دیا۔ اور جب پتہ لگا کہ ایک مولوی گھر کے قریب گھومتے دیکھا گیا ہے تو اسے پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ احمدی بزرگ حضرت مولوی خدا بخش صاحب جالندھری آپ کی خیریت معلوم کر کے دور نکل چکے تھے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت بھائی جی بصد مشکل وہاں سے واپس قادیان آنے میں کامیاب ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ قول آپ کے متعلق پورا ہوا تھا کہ "ہمارا ہے تو آ جائے گا" بلکہ یہ قول بھائی جی کی وفات پر بھی پورا ہوا جب کہ غیر معمولی حالات میں آپ کی نعش پاکستان سے قادیان پہنچ گئی

بھائی جی کی والدہ کے ہاں ایک قسم کی قید سے رہائی پانے کے بعد اقارب نے انکو جبراً پکڑنے جانے کی کوشش بھی کی تھی لیکن اب آپ کی علالت سے شفا پانے پر آپ کی والدہ ماجدہ کو حضور علیہ السلام نے بھائی جی کو اپنے پاس کچھ عرصہ کے لئے لے جانے کی اجازت عطا کی۔ اخراجات سفر دیئے اور ایک شخص کو پہنچانے کے لئے ساتھ بھجوایا۔ اور بھائی جی کو نصیحت فرمائی کہ والدہ کی خوشی اور رضامندی کا خیال رکھیں اور ایسا اچھا نمونہ دکھائیں کہ ان لوگوں کے دل بھی نیکی کی طرف مائل ہوں۔ کوئی بات مرضی کے خلاف بھی ہو تو ان کی خوشی کو مقدم کریں اور تکلیف اٹھا کر بھی ان کی دلجوئی کریں۔ آپ کی جدائی کی وجہ سے واقعی ان کو بہت صدمہ ہے اور وہ قابل رحم ہیں۔ پس ان کی خدمت اور فرمانبرداری کر کے ان کی تکلیف کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں اور جب وہ خوشی سے اجازت دیں تو واپس آئیں۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ والد محترم ان دنوں علاقہ جموں میں ملازم تھے انہوں نے میرے آنے کو پسند کیا۔ والدہ محترمہ نے ہمت مردانہ سے مجھے رکھا کسی کو میرے مذہب کے خلاف کہنے یا کسی عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کی اجازت نہ دی۔ نماز پڑھنے کے لئے خود انتظام کرتیں۔ عید الاضحیہ پر قربانی کا انتظام کیا۔ کھایا کھلایا۔ خوشی سے باجماعت نماز ادا کرنے کی اجازت دی۔ اسی طرح حضور کے انفاس قدسیہ سے والدین بہن بھائیوں اور اقارب سے میرے تعلقات خوشگوار ہو گئے

(الحکم ۷ و ۱۴ جون ۱۹۳۸ء و اصحاب احمد جلد نہم صفحہ ۷۹ تا ۸۷)

۱۷۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آسام سے دو شخص قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آ کر انہوں نے خادمان مہمانخانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں۔ سامان لایا جائے اور چارپائی بچھائی جائے۔ خادموں نے کہا کہ آپ خود اپنا اسباب اتروائیں۔ چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان رنجیدہ ہو کر یکہ میں واپس روانہ ہو گئے۔ میں نے مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو فرمانے لگے جانے بھی دو ایسے جلد بازوں کو۔ حضور کو علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا ان کے پیچھے نہایت تیز قدم سے چل پڑے۔ چند خدام بھی ساتھ تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب ان کا یکہ مل گیا اور حضور کو دیکھ کر وہ اتر پڑے اور حضور نے انہیں واپس چلنے کو فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے حضور نے یکہ میں سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا اور کہا میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ تھے اور سوار نہ ہوئے۔ مہمانخانہ میں پہنچے تو حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لیا حضور نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کرائے اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے۔ اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا غرضیکہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے مہیا فرمائیں اور جب تک کھانا نہ آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے۔ یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا۔ اگر یہاں آ کر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہو گی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد جب تک وہ مہمان ٹھہرے رہے حضور کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹہ کے قریب ان کے پاس آ کر بیٹھتے اور تقریر وغیرہ فرماتے جب وہ واپس ہوئے تو صبح کا وقت تھا حضور نے دو گلاس دودھ کے منگوائے اور انہیں فرمایا یہ پی لیجئے۔ اور نہر تک چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے راستہ میں گھڑی گھڑی ان سے فرماتے رہے کہ آپ تو مسافر ہیں آپ یکہ پر سوار ہو لیں مگر وہ سوار نہ ہوئے۔ نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کرا کے حضور واپس تشریف لائے (الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء و اصحاب احمد جلد چہارم طبع دوم صفحہ ۹۴-۹۵) (باقی آئندہ)

میاں غلام حیدر صاحب تمیم غیر مبائع سے میرا تبادلۂ خیالات

اور اس کی اصل حقیقت

از مکرم خواجہ عنایت اللہ صاحب راولپنڈی

جناب میاں غلام حیدر صاحب تمیم (ریٹائرڈ ڈی آئی جی) کا ایک مضمون بعنوان

"ایک ربوی دوست کے خط کے جواب میں سے چند اقتباسات"

اخبار پیغام صلح مجریہ ۳ر ستمبر ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا ہے۔ میاں صاحب موصوف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر میری خط و کتابت عرصہ تک ہوتی رہی۔ مگر میاں صاحب کے اس مضمون کا عنوان پڑھ کر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ انہوں نے میرے کسی خط کے جواب میں یہ اقتباسات نہیں لکھے بلکہ میں نے ان کے ان اقتباسات کا تفصیل کے ساتھ جواب دیا۔ جن کا میاں صاحب نے میرے بار بار کے تقاضے کے باوجود جواب نہیں دیا۔ کیا میاں صاحب بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے میرے پرچوں بعنوان

۱۔ "تبدیلی عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام"

اور

۲۔ "حضرت مسیح موعود زمرۂ انبیاء کے ایک فرد ہیں"

جن میں سے پہلا پرچہ ۹۲ صفحات کا ہے اور دوسرا پرچہ فل سکیپ کاغذ کے ۸۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان کے دلائل کو کیوں چھوا تک نہیں۔

ان کے علاوہ میں نے جو دہ خطوط ان کو لکھے جن میں تمام اختلافی مضامین پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ مثلاً مسئلہ کفر و اسلام، آیت اسمہٗ احمد کا مصداق، مسئلہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز، غیر احمدیوں سے رشتہ ناطہ وغیرہ وغیرہ۔ کیا میاں صاحب بتا سکتے ہیں کہ میرے ان خطوط کا انہوں نے کیا جواب دیا۔؟ غیر مبائعین کے اس اتہام کا بھی دنداں شکن جواب دیا گیا کہ

"حضرت مسیح موعودؑ کا ۱۹۰۱ء میں دعوے کی تبدیلی کا خیال جناب صاحبزادہ کی اختراع ہے"

(مکتوب میاں غلام حیدر صاحب ص۵)

کیا میاں غلام حیدر صاحب تمیم خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ لکھنے کی جرأت کریں گے کہ میرے ان خطوط کا کیا جواب دیا تھا۔ ان کے تمام پرچے میرے پاس موجود ہیں۔ وہ اپنے کسی پرچے کی نشاندہی تو کریں جس میں میرے دلائل (متعلق تبدیلی عقیدۂ نبوّت حضرت مسیح موعود، اسمہٗ احمد کا مصداق، مسئلہ کفر و اسلام، غیر احمدی امام کے پیچھے نماز، غیر احمدی سے رشتہ ناطہ) کا کچھ جواب دیا؟ اگر میاں صاحب نہ دکھا سکیں تو وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر غور کریں کہ کیا یہ نامناسب حرکت تو نہیں اور کیا یہ دیانتداری کے خلاف تو نہیں کہ اخبار میں ایک فرضی مضمون لکھ کر اپنے قارئین کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اصل حقیقت بیان کرنے کے بعد میں میاں صاحب کے مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

میاں صاحب نے جناب مولوی محمد علی صاحب کی نسبت لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جناب مولوی صاحب مرحوم کے تقویٰ، اخلاص اور قابلیت کے متعلق اپنے الہام، کشوف اور تحریرات میں وہ خوشنودی کے سرٹیفیکیٹ عطا کئے جن کا عشر عشیر بھی کسی اور مسیح موعود کے صحابی کو نہیں ملا۔ اس پر میں نے ان کو لکھا کہ

"اُف، اس قدر مبالغہ... کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم کے متعلق ایک ہی الہام یا کشف کی ہی تائید میں نشاندہی فرما دیتے۔ امید ہے کہ جناب اس طرف اپنی توجہ مبذول فرماویں گے"

میں نے اس موضوع پر اس لئے قلم اٹھایا تھا کہ میاں غلام حیدر صاحب تمیم کی نگاہ میں جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم کو حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّلؓ سے بھی زیادہ خوشنودی کا سرٹیفیکیٹ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا تھا۔ دوسرے الفاظ میں بخیال اُن کے جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم تقویٰ، اخلاص اور قابلیت میں حضرت خلیفہ اوّلؓ سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔ حالانکہ جناب مولوی محمد علی صاحب کو حضرت خلیفہ اوّلؓ سے کیا مناسبت؟ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔

میاں صاحب کے اس فاسد نظریہ کی تردید میں بڑی تفصیل سے جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم کے تقوےٰ اخلاص اور پرہیزگاری پر روشنی ڈالی گئی تھی جس پر میاں صاحب کو قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکی

پھر ناصح بن کر لکھتے ہیں کہ:۔

"میں اس موضوع پر جس میں ذاتیات پر بحث آجانی لازم ہے زیر بحث لانا پسند نہیں کرتا لیکن چونکہ آپ اس موضوع پر بحث کرنے پر بضد تھے اور اب بھی آپ جو تھے خط میں بھی اسی موضوع کو زیادہ زیر بحث لائے ہیں اس لئے مجھے مجبوراً اس موضوع پر (اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر۔ ناقل) لکھنا پڑا۔ گو میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ مجھے یہ موضوع پسند نہیں ہے.... مجھے محض مجبور کرنے پر اس موضوع پر قلم اٹھانی پڑی"

(پیغام صلح مجریہ ۳ر ستمبر ۱۹۶۹ء ص۹ کالم۱)

میاں صاحب کا ایسا تحریر کرنا بھی خلاف واقعہ ہے۔ پہل ان کی طرف سے ہوئی۔ انہوں نے اپنے ہر پرچہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ذات مبارک پر پے در پے حملے کئے۔ جب مجھے ان کے سابق "حضرت امیرؓ کے متعلق جواباً لکھنا پڑا تو پھر انہیں یہ موضوع ناپسند معلوم ہوا۔ اخلاق کے اندر رہ کر بھی اپنے عندیہ کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ مگر ان کی بلا سے۔ انہیں تو حضرت مصلح موعودؓ کی ذات سے جو کینہ اور بغض ہے اس کا اظہار کرنا مقصود ہے۔ پس میاں صاحب کا میرے متعلق ایسا لکھنا حقیقت پر مبنی نہیں۔

میاں صاحب نے اپنے اس مضمون میں پھر مسئلۂ نبوت، اسمہٗ احمد اور مسئلہ کفر پر کچھ حوالے دے کر اپنے خیال کا اظہار کیا ہے میں ان ہر سہ مسائل کا مفصل و مدلل جواب دے چکا ہوں جس کا انہوں نے جواب دیا ہی نہیں۔ میاں صاحب کسی مسئلہ پر دلائل سے گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ وہ تو اپنے نامعقول مطالبہ پر ہی مُصر ہیں حالانکہ دلائل سے ہی مسائل کو حل کیا جاتا ہے

یہ عجیب قوم ہے۔ ان کے اعتراضات کا مفصل دنداں شکن جواب دیا جاتا ہے۔ جواب الجواب تو وہ دیتے نہیں۔ چند ماہ خاموش رہ کر پھر وہی اعتراضات اخبار میں شائع کرتے ہیں۔ یہی حال جناب میاں غلام حیدر صاحب تمیم کا ہے۔ پھر حوالجات لکھنے میں یہودیوں پر بھی سبقت لے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی مضمون میں جناب میاں صاحب نے کتاب حقیقۃ الوحی سے مندرجہ ذیل دو حوالجات دیئے ہیں جن سے وہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو غیر نبی ثابت کرتے ہیں۔ میں ان کے پیش کردہ حوالجات اور مکمل حوالجات کو لکھ کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں میاں غلام حیدر صاحب تمیم نے عمداً اپنے قارئین کو دھوکا دیا ہے۔

۱۔ حوالہ پیشکردہ جناب میاں صاحب

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوٰے کیا ہے۔ یہ ان کا سراسر افترا ہے"

(حقیقۃ الوحی ص۳۴۹)

نوٹ:۔ میاں صاحب نے صفحہ کا حوالہ بھی غلط دیا ہے یہ حوالہ ص۳۹۰ پر ہے

۱۔ مکمل حوالہ

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوٰے کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعوٰے کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوٰے نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعوٰے ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں.... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں

ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی ۔۔۔۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ - ۳۹۱)

۲- میاں صاحب کا پیشکردہ حوالہ

"اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

۳- مکمل حوالہ

"اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور حق سے خروج ہے۔

اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں ۔۔۔۔ آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں"

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

قارئینِ کرام! دیکھیں کہ جو دو حوالے میاں غلام حیدر صاحب تمیم نے حقیقۃ الوحی سے دئے ہیں کس قدر خیانت سے کام لے کر حضرت مسیح موعودؑ کو غیر نبی ثابت کرنا چاہا ہے۔ مکمل حوالے پڑھنے سے بیّن طور پر عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی نبوت کو بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ صرف اس نبوت سے انکار کیا ہے جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کھڑے ہو کر دعویٰ کیا جائے۔ اور ایسی نبوت کا دعوےٰ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر کے حاصل کی ہو ایسا دعوئے نبوت حضرت مسیح موعودؑ کا ہے۔

میں نے اپنے پرچوں بعنوان "تبدیلی عقیدہ حضرت مسیح موعودؑ" اور "حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمرۂ انبیاء کے ایک فرد ہیں"۔ میں بڑی تفصیل کے ساتھ دلائل سے میاں غلام حیدر صاحب تمیم کے خیالات واہیہ کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اٹھائیس حوالجات جن سے حضور کی نبوت روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے ان کے سامنے رکھ کر چیلنج کیا تھا کہ ایک کالم میں وہ اپنے پیش کردہ حوالجات انکارِ نبوت اور دوسرے کالم میں میرے پیش کردہ اٹھائیس حوالجات لکھ کر تیسرے کالم میں ان میں تطبیق دے دیں تو حقیقت مبرہن ہو جائے گی۔ میرے اس چیلنج نے میاں صاحب کو لاجواب کر دیا۔ کیا میاں صاحب بتا سکتے ہیں کہ میرے اس چیلنج کا انہوں نے کیا جواب دیا تھا؟

ایک اور حوالہ میاں صاحب نے اپنے اس مضمون میں الاستفتا حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ سے دیا ہے نمبر ۶ کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"سمیت نبیاً علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ"

(پیغام صلح مورخہ ۱۲/۲۹-۳)

میں نے اس کا جواب بڑی تفصیل سے اپنے پرچہ بعنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمرۂ انبیاء کے ایک فرد ہیں" میں دیا تھا۔ مگر افسوس میاں صاحب موصوف نے میرے جواب کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ میرے جواب الجواب کی توجہات نہ ہوئی۔ پھر دوبارہ تین چار ماہ کے بعد اخبار میں شائع کروایا گیا تا قارئین کو یہ تاثر دلایا جائے کہ میرے کسی حوالہ کے جواب میں میاں صاحب نے یہ جواب دیا تھا۔

میں پھر اپنا وہی جواب لکھ دیتا ہوں تا اہلِ پیغام میں جو سعید روحیں ہیں وہ اندازہ کر سکیں کہ میاں غلام حیدر صاحب تمیم نے کس طرح انصاف کا خون کیا ہے۔ میں مکمل حوالہ سیاق و سباق کے ساتھ لکھ کر اس عبارت کا مطلب بیان کرتا ہوں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام امریکہ کے ڈوئی کو مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں:-

"بخدا میں وہی مسیح موعود ہوں جس کا آخری زمانہ اور گمراہی کے پھیلنے کے ایام میں آنے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ یقیناً حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں اور تثلیث کا مذہب باطل ہے اور تو دعوئے نبوت میں خدا پر افتراء کرتا ہے اور نبوت تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گئی اور قرآنِ مجید کے بعد جو سب صحیفوں سے بہتر ہے کوئی کتاب نہیں۔ البتہ خیر الخلق یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر میرا نام نبی رکھا گیا ہے۔ اور یہ ایک ظلّی امر ہے (یعنی آنحضرت صلعم کی اتباع میں نبی۔ ناقل) جو آپ کی متابعت کی برکات سے ہے۔ میں اپنے آپ میں کوئی خوبی نہیں دیکھتا میں نے جو کچھ پایا اسی مقدس وجود سے پایا اور خدا نے میری نبوت سے کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ مراد لی ہے اور جو اس سے زاید (یعنی مستقل یا تشریعی نبوت۔ جس قسم کی نبوت کا ڈوئی مدعی تھا۔ ناقل) مراد لے یا اپنے آپ کو کچھ سمجھے یا اپنی گردن (محمدی جوئے سے) باہر نکالے اس پر خدا کی لعنت ہے یقیناً ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور آپ پر مرسلوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ پس کسی کا حق نہیں کہ وہ ہمارے رسول پاک کے بعد مستقل طریق پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آپؐ کے بعد کثرتِ مکالمہ باقی رہ گیا ہے جو آپؐ کی اتباع سے مشروط ہے اور خیر البریہؐ کی پیروی کے بغیر کسی کو نہیں مل سکتا۔ اور خدا کی قسم مجھے یہ مقام محض مصطفوی انوار کی اتباع سے حاصل ہوا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے میرا نام مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا ہے۔ علیٰ وجہ الحقیقت نہیں۔ پس اس جگہ خدا اور اس کے رسول کی غیرت نہیں بھڑکتی۔ کیونکہ میں نبی کے بازو کے نیچے پرورش پاتا ہوں۔ اور میرا یہ قدم نبوی اقدام کے نیچے ہے۔ علاوہ ازیں میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ اتبعت ما اوحی الی من ربی و ما اخاف بعد ھذا تھدید الخلقۃ۔ بلکہ جو میرے خدا کی طرف سے مجھے وحی کی گئی ہے میں نے اس کی پیروی کی ہے۔ اور میں اس کے بعد مخلوق کی دھمکی سے نہیں ڈرتا۔ اور ہر کوئی اپنے عمل کے متعلق قیامت کے روز پوچھا جائیگا اور خدا سے کوئی چیز مخفی نہیں۔"

(استفتا صفحہ ۶۴ - ۶۵)

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:-

۱- ڈوئی نے جس قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا وہ باطل ہے

۲- آنحضرت صلعم اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نبی رکھا ہے۔

۳- مستقل طور پر آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا

۴- آپ کا نام مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا ہے۔

۵- حضورؑ اس وحی کے اظہار میں جس میں آپؑ کو نبی قرار دیا گیا ہے مخلوق کی دھمکی سے نہیں ڈرتے

غیر مبائعین کا ہر چھوٹا بڑا اس حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی بھی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں۔ حالانکہ اس حوالہ میں آپ نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے ہاں یہ کہا ہے کہ مستقل طور پر اور علیٰ وجہ الحقیقۃ اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا اس لئے اس حوالہ کا حقیقی مفہوم معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے "مستقل طور پر" اور "علی وجہ الحقیقت" کا مفہوم معلوم کریں۔

مستقل سے مراد براہ راست نبوت کا حاصل کرنا ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

۱- "بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت سے نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰؑ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہِ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسےٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ بھی دخل نہ تھا۔ اس وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہِ راست ان کو منصبِ نبوت ملا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

باقی آئندہ

درخواستہائے دعا

۱- اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو ۲۲/۲۳ دسمبر کی درمیانی شب کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی اور عزیز نومولود کی درازیٔ عمر نیز نیک صالح اور خادمِ دین بننے کے لئے احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار منظور احمد حجہ کارکن نظارت تبلیغ

۲- برادرم منصور احمد صاحب عمر شاہد متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ اپنے مقاصد میں نمایاں کامیابی کے لئے نیز بیش از بیش خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق پانے کے لئے جملہ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار حمید الدین شمس
متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

تحریکِ جدید کے نئے سال کا آغاز اور جماعت سے مُطالبہ

قُربانی آپ نے دینی ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریکِ جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان فرماتے ہوئے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ اخبار بدر مورخہ یکم صُلح (مطابق یکم جنوری) میں شائع ہو کر احباب تک پہنچ چکا ہے۔ اس خطبہ میں جن اہم ذمہ داریوں کی طرف حضور نے توجّہ دلائی ہے ان کا خلاصہ یہ ہے۔

① —— حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے والوں کی صحیح تربیت، اور حقیقی اصلاح کا کام ہمارے ذمّہ لگایا گیا ہے۔

② —— وہ قومیں جو خدا تعالےٰ سے دُوری کے نتیجہ میں خدائے واحد کی پرستش کرنے والوں پر ظُلم ڈھا رہی ہیں ان کو اسلام کی طرف لانے کی کوشش کرنا۔ اور اسلام جس کی مثال قرآن مجید میں شجرہ طیّبہ سے دی گئی ہے اور اس زمانہ میں اس شجرہ طیّبہ کا تخم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے بویا گیا ہے اس کے شیریں پھلوں سے محظوظ کرنا۔ تاکہ وہ بھی اللہ تعالےٰ کے حُسن و احسان کے بے نظیر جلوے دیکھ سکیں۔

اس غرض کے لئے حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:—

"اس درخت کی آبپاشی اور اس کی حفاظت کے لئے اور اس کی نمائی کرنے کے لئے

قُربانی آپ نے دینی ہے۔

آسمان سے فرشتوں نے اُتر کر یہ کام نہیں کرنا۔ اسلام کا غلبہ اور اسلام کی فتح کا بیج تو بو دیا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ بیج نشو ونما کے لئے ہماری جانیں مانگے تو ہمیں اپنی جانیں قُربان کر دینی چاہئیں۔ اگر وہ درخت یہ کہے کہ اے احمدیو! مَیں نے تمہارے خون سے سیراب ہونے کے بعد بڑھنا اور پھُولنا ہے اور پھل دینے ہیں۔ تو احمدیوں کو اپنے خون پیش کر دینے چاہئیں۔ اگر ہم سے یہ مطالبہ ہو کہ تمہارے روپے کی ضرورت ہے۔ تو ہمیں اپنے اموال پیش کر دینے چاہئیں۔ تاکہ ساری دُنیا میں اسلام کے مبلّغ پہنچیں اور وہاں اللہ تعالےٰ کا نام بلند کریں .... پس آؤ

ہم آج یہ عہد کریں

کہ ہم سے جس قسم کی عظیم قربانیوں کا مطالبہ کیا گیا ہے ہم اپنے ربّ کے حضور وہ قربانیاں پیش کر دیں گے۔ تاکہ ہماری یہ عظیم خواہش کہ ہم اپنی زندگی میں، اپنی آنکھوں سے ساری دُنیا کے انسانوں کے دِلوں میں اللہ تعالےٰ کی محبت اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عشق کو پیدا ہوتے دیکھیں ہماری یہ خواہش پُوری ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ ہم پر رحم فرمائے

اور وہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور وہ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے انتہائی قُربانیاں دینے کیلئے تیار ہو جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان قُربانیوں کو قبُول فرمائے۔ اور اپنے پیار کی اور اپنی رضاء کی چادر میں ہمیں لپیٹ لے۔ ایک پیار کرنے والی ماں کی طرح ہمیں اپنی گود میں بٹھلائے آمین"

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی روشنی میں مَیں احبابِ جماعت سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی ذمّہ داری کو سمجھیں اور اپنی تحریکِ جدید کے سلسلہ میں مساعی کو تیز تر کر دیں۔ اور جن احباب کے ذمّہ سال گذشتہ کا چندہ تحریکِ جدید باقی ہے وہ جلد ادا کر دیں۔ اور جلد سے جلد نئے سال کے وعدہ جات ارسال فرمادیں تاکہ وہ حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ کی قیادت میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو سکیں۔ اور پھر ان وعدہ جات کی جلد ادائیگی کی بھی کوشش فرمادیں۔ تا اللہ تعالیٰ کے مزید فضل اور رحمتیں ہم پر نازل ہوں۔ (آمین)

وکیلُ المال تحریکِ جدید قادیان

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ تبلیغ ۱۳۴۹ ہش (فروری ۱۹۷۰ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ اُن کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس رُوپے بھجوا کر ممنون فرمادیں تاکہ اُن کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ وصُول نہ ہُوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد اُن کے نام اخبار جاری نہ رہ سکے گا اور بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسالی کر کے ممنون فرمادیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۳۲	مکرم میر حبیب اللہ صاحب	۱۴۶۳	مکرم قریشی محمد احسان صاحب
۱۰۴۳	" ایس۔ ایم۔ احمد صاحب	۱۴۶۴	" ہدایت اللہ خان صاحب
۱۰۶۱	" فضل الرحمان صاحب	۱۴۶۵	" ایم۔ اے رشید صاحب۔
۱۰۹۰	" دین محمد صاحب۔	۱۴۶۶	" شیخ محمود علی صاحب
۱۱۰۴	" ایس۔ اے کیو معین الدین صاحب	۱۴۷۳	" [illegible] توفیق صاحب۔
۱۱۹۲	" محمد رفیق صاحب۔	۱۵۱۸	" محمد شریف صاحب
۱۲۲۶	" پیر محمد ابراہیم صاحب	۱۵۹۰	" منور علی نعمان صاحب
۱۲۳۶	" مولوی سید محمد یوسف صاحب	۱۶۵۱	" سید اقبال پاشا صاحب
۱۲۴۰	" حسن چاند صاحب	۱۶۵۲	" محمد شریف صاحب۔
۱۲۴۵	" ناصر احمد صاحب	۱۸۲۵	" محمد یاسین صاحب۔
۱۲۷۷	" نصیر الدین احمد خان صاحب۔	۱۸۲۸	مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ عظمت صاحبہ
۱۲۸۳	مکرمہ ناصرہ سراج صاحبہ	۱۸۳۲	ہندی فارسی انسٹی ٹیوٹ
۱۳۳۴	مکرم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب	۱۹۰۴	مکرم میر عبد الرشید صاحب۔
۱۳۷۰	" محمد عبد اللہ صاحب	۱۹۵۷	" منتظر محی الدین صاحب کتور
۱۴۵۸	" محمد بشارت احمد صاحب	۱۹۷۲	" میر عبد الرحمن صاحب۔
۱۴۶۰	" عبد الرشید صاحب ایم۔ اے۔	۱۹۵۳	" اشتاق احمد صاحب۔
۱۴۶۱	" پیار علی صاحب۔		

منظوری ارکان مجلس تحریکِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۳۴۹ ہش (۱۹۷۰ء) کیلئے مجلس تحریکِ جدید انجمن احمدیہ قادیان کیلئے مندرجہ ذیل ارکان کی منظوری عطا فرمائی ہے:—

(۱)۔ خاکسار عبد الرحمٰن —— وکیل الاعلیٰ و پریزیڈنٹ مجلس تحریکِ جدید قادیان
(۲)۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب وکیل التبشیر و التعلیم قادیان۔
(۳)۔ " ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال قادیان۔
(۴)۔ " منظور احمد صاحب سوز قادیان
(۵)۔ " قریشی عطاء الرحمٰن صاحب قادیان۔
(۶)۔ " سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی (بہار)
(۷)۔ " سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ (آندھرا)
(۸)۔ " سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ (بنگال)

اللہ تعالےٰ ہم سب کو بہتر رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید قادیان

گیمبیا (مغربی افریقہ) کے لیبر منسٹر جناب تیجان ابوبکر فون صاحب کی قادیان میں تشریف آوری!

قادیان ۶ صلح (جنوری) کی وہ صبح احباب جماعت احمدیہ قادیان کے لئے کتنی خوش کن تھی جب گیمبیا (مغربی افریقہ) کے احمدی گورنر جنرل ہز ایکسی لینسی الیف۔ این۔ سنگھاٹے کے رشتہ میں بھائی اور جماعت احمدیہ گیمبیا کے جنرل سیکرٹری مکرم تیجان ابوبکر فون صاحب مرکز سلسلہ کی زیارت کی غرض سے قادیان میں تشریف لائے۔

صبح تقریباً پونے دس بجے جونہی موصوف کی کار احمدیہ محلہ میں پہنچی مسجد مبارک کے گیٹ کے سامنے صف بستہ کھڑے تمام درویشان قادیان نے اپنے اس غیر ملکی بھائی کا پُر خلوص خیر مقدم کیا اور گل پوشی کی۔ بعد ازاں استقبال کی غرض سے کھڑے جملہ احباب نے محترم مہمان سے مصافحہ و معانقہ کیا۔ اس دوران میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے فرداً فرداً جملہ حاضرین کا موصوف سے مختصر تعارف بھی کراتے رہے۔ ازاں بعد ہمارے یہ احمدی بھائی محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی معیت میں مہمان خانہ میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر استراحت کے بعد موصوف نے ہر دو مرکزی مساجد، مقاماتِ مقدسہ اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ کا معائنہ کیا۔

اسی روز بعد نماز عشاء محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی زیر صدارت مسجد مبارک میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ عزیزم نور الاسلام متعلم مدرسہ احمدیہ کی تلاوت قرآن کریم اور عزیزم مظفر احمد متعلم مدرسہ احمدیہ کی نظم خوانی کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے معزز مہمان کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ موصوف گیمبیا کے لیبر منسٹر ہیں اور اس علاقہ کے ابتدائی بیس احمدیوں میں سے ایک ہیں۔ موصوف باوجود اہم اور سرکاری ذمہ داریوں کے جماعتی کاموں میں بہت زیادہ دلچسپی رکھنے والے ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے بتایا کہ مکرم ابوبکر فون صاحب گیمبیا کے گورنر جنرل مکرم الحاج الیف۔ این۔ سنگھاٹے کے رشتہ میں بھائی ہیں۔ گیمبیا کی جماعت اس جہت سے خصوصی اہمیت کی حامل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پورا کیا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی اس مختصر تعارفی تقریر کے بعد مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے وکیل المال تحریک جدید قادیان نے موصوف کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس میں جملہ درویشانِ قادیان کی جانب سے معزز مہمان کی خدمت میں خوش آمدید کہا گیا اور سلسلہ کے دائمی مرکز میں آنے کی سعادت پانے پر پُر خلوص مبارکباد کا تحفہ پیش کیا گیا۔

ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے معزز مہمان نے اپنی تقریر میں جملہ احباب جماعت احمدیہ قادیان کے پُر خلوص خوش آمدید اور والہانہ اظہارِ محبت کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ گیمبیا میں جماعت احمدیہ کا مشن نہایت مخالف اور ناموافق حالات میں کھولا گیا۔ مگر آج بفضلہ تعالیٰ مرکزی مبلغ مکرم مولانا محمد شریف احمد صاحب کی قیادت میں وہاں پر جماعت احمدیہ کو نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ موصوف نے اپنی تقریر کے آخر میں جملہ افراد جماعت احمدیہ گیمبیا کی طرف سے درویشانِ قادیان کی خدمت میں السلام علیکم کا بابرکت تحفہ پیش کیا اور تبلیغی مساعی میں مزید ترقیات کے حصول کے لئے دعا کی درخواست کی۔ موصوف کی یہ تقریر انگریزی میں ہوئی جس کا اُردو ترجمہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے سامعین کے سامنے پڑھ کر سُنایا۔

موصوف کی تقریر کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے موقعہ کے مناسب حال ایک بصیرت افروز تقریر ارشاد فرمائی۔ بعد دُعا یہ سراسر رُوحانی نشست بخیر و خوبی برخواست ہوئی۔

یاد رہے کہ مکرم ابوبکر فون صاحب انٹرنیشنل لیبر کانفرنس میں شرکت کی غرض سے عرصہ تقریباً دو ماہ ہوئے سرکاری طور پر دہلی تشریف لائے تھے۔ وقت کی قلت کے پیش نظر وہ نہایت مختصر پروگرام لے کر قادیان آسکے۔ اور تقریباً ۲۴ گھنٹے مرکز سلسلہ میں قیام کرنے کے بعد دُوسرے روز ربوہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو آمین۔

بدر کی اعانت ہر احمدی کا فرض ہے

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۹ فتح (دسمبر) بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے میری بیٹی عزیزہ قمر النساء بیگم کے نکاح کا اعلان میرے ہمشیرزادہ عزیزم اعجاز احمد صاحب ابن مکرم محمد عالم صاحب آف کراچی کے ہمراہ مبلغ ڈیڑھ ہزار روپے حق مہر پر کیا۔ جملہ احباب و بزرگان سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے اور موجب ثمراتِ حسنہ بننے کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار

ملک نذیر احمد پشاوری درویش قادیان

قادیان میں عید کی قربانیاں

دوست جلد اطلاع دیں

حسب سابق اس سال بھی عید الاضحیہ کے موقعہ پر بیرون جات کے احباب جماعت کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک تو آسانی کے ساتھ اُن صاحب کے ذمہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی قربانی کے گوشت سے قادیان میں مقیم احباب استفادہ کر سکتے ہیں۔

لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے لئے قربانی کے جانور [illegible] جلد از جلد مجھے بھجوا دیں تاکہ انتظام [illegible] ولت رہے۔ اس وقت قادیان میں [illegible] کے جانور کی قیمت کم از کم ۶۰/- روپے ہے۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

یہ بات خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے۔ یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ { "Autocentre" } فون نمبرز { 23—1652 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں۔!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★— آفس و فیکٹری: ۱۰ پربھو رام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵ فون نمبر ۲۴—۳۲۷۲

★— شو روم: ۳۱/۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱ فون نمبر ۳۴—۰۴۰۱

★— تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"